(جمادی الاولی کا شمارہ)

ماہنامہ

التحقیقات

- عقیدہ ختم نبوت
- سیرت حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ
- تعلیمات اسلام اور آج کا نوجوان
- شادی اور معاشرے کے بے سود تقاضے
- ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی
- میٹھے بول کا اثر
- روایتوں کی تحقیق (قسط ۱)

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

دار التحقیقات انٹرنیشنل
DARUT TAHQIQAT INTERNATIONAL

(جمادی الاولی کا شمارہ)
۱۴۴۴ھ

ماہنامہ
التحقیقات

عقیدہ ختم نبوت

سیرت حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ

تعلیمات اسلام اور آج کا نوجوان

شادی اور معاشرے کے بے سود تقاضے

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی

میٹھے بول کا اثر

روایتوں کی تحقیق (قسط ۱)

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

DARUT TAHQIQAT INTERNATIONAL

Book’s Description

کتاب یا رسالے کا نام	ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ)
مدیر	ابو حنین، سید ثقلین صاحب
معاونین	محمد سلیم رضوی، ابو البیان القادری، دانیال سہیل عطاری، علی عمران عطاری
ناشر	صابیا ورچوئل پبلی کیشن SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ	PURE SUNNI GRAPHICS
سنہ اشاعت	JUMADAL OOLA 1444H
صفحات	118

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL
info@abdemustafa.in

© 2022 All Rights Reserved.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ماہنامہ
التحقیقات

IJMALI FEHRIST

Pg.	By	Title	No.
12	مولانا نوری علیہ الرحمہ	حمد	01
18	راشد رضوی عطاری مدنی	نیا کلام	02
21	دانیال رضا پیروانی	احکام قرآن	03
23	مفتی مجیب الرحمن قادری	شرعی مسائل اور ان کا حل	04
29	ابوالحسن علی رضا ہزاروی	بزرگان دین کا تعارف (قسط 2)	05
32	بلال احمد شاہ	عقیدۂ ختم نبوت (قسط 1)	06
36	مفتی عبید رضا قادری	سیرت سیدنا خالد بن ولید	07
40	دانیال سہیل عطاری	شان امیر معاویہ بزبان محبوب کریم ﷺ	08
46	محمد ثقلین ترابی رضوی	مظہر اعلی حضرت، پرتو صدر الشریعہ	09
50	بنت محمد اکبر	اپنے بڑوں کا ادب کیجیے	10
54	محمد اکرام رضا	تعلیمات اسلام اور آج کا نوجوان (قسط 1)	11
62	محمد عادل رضا	علما اور کاروبار	12
64	عادل رضا قادری حنفی	اللہ دیکھ رہا ہے	13
70	منیر احمد اشرفی	بچوں کے لیے ایک دلچسپ کہانی	14
74	بنت یوسف	ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی	15

16	اعلی حضرت کے اشعار کی تشریح	دانیال رضا مکی	79
17	شادی اور معاشرے کے بے سود تقاضے	سگ عطار نعیم رضا	81
18	بدترین چور کون سا؟	دانیال سہیل عطاری	86
19	میٹھے بول کا اثر	ابوالبیان القادری	89
20	سیرت سیدنا زید بن حارثہ	محمد راشد مدنی (سندھی)	94
21	روایتوں کی تحقیق (قسط 1)	عبد مصطفی (محمد صابر قادری)	104

TAFSEELI FEHRIST

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں	8
دار التحقیقات انٹر نیشنل تعارف و اہداف:	10
دار التحقیقات انٹر نیشنل کے اہداف:	10
حمد	12
نیا کلام: ”یہاں پر بھی وہاں پر بھی“	18
احکامِ قرآن	21
شرعی مسائل اور ان کا حل	23
کیا مدنی چینل دیکھنا یا کسی چینل کو مدنی چینل کہنا جائز نہیں ہے؟	23
بزرگانِ دین کا تعارف (قسط دوم)	29
1) حضرت شاہ کمال قادری کتھیلی	29
تعلیم و تربیت	29
کرامت	30
وصال باکمال	30
(2) سید سیف الدین عبد الوہاب گیلانی قادری	30

ولادت	30
وصال باکمال	31
(3) حضرت میاں میرن شاہ قادری رحمہ اللہ	31
ولادت	31
وصالِ باکمال	31
عقیدہ ختم نبوت (قسط نمبر 1)	32
سیرت حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	36
نام و نسب	36
آپ کا شجرہ نسب	36
ولادت	36
قبول اسلام کا واقعہ	37
آپ رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ	38
آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ	38
حضرت خالد بن ولید کے متعلق حضور علیہ السلام کا فرمان	39
آپ رضی اللہ عنہ کا وصال	39
"شان امیر معاویہ بزبان محبوب کریم ﷺ"	40

صحابی کی تعریف:۔	40
"اہلسنت و جماعت اور محبت صحابہ کرام"	41
مظہرِ اعلیٰ حضرت، پرتوِ صدر الشریعہ	46
اپنے بڑوں کا ادب کریں	50
ادب کی برکت سے بخشا گیا	52
تعلیمات اسلام اور آج کا نوجوان (قسط اول)	54
اسلام میں جوانی کی اہمیت	57
علما اور کاروبار	62
اللہ دیکھ رہا ہے	64
مراقبہ کا معنی اور اس کی حققت	67
ترغیب کے لئے دو واقعہ ملاحظہ فرمائیں	68
بچوں کے لئے ایک دلچسپ کہانی	70
ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی	74
دعا کے آداب کو پیشِ نظر رکھیئے	74
کن باتوں کی دعا کرنا منع ہے؟	74
شرحِ حدیث	75

شرحِ حدیث	76
شرحِ حدیث	77
اعلی حضرت کے اشعار کی تشریح	79
شرح	79
استدلال	79
مسئلے دو مقصد ایک	80
شادی اور معاشرے کے بے سود تقاضے۔	81
بدترین چور کونسا؟	86
میٹھے بول کا اثر	89
مختصر سیرت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ	94
واقعہ مشہورہ حضرت سیّدنا زَید بن حارِثَہ رضی اللہ عنہ:	94
حضرت زید بن حارثہ کا قبول اسلام اور معاملہ مواخات:	95
پدری و مادری کردار:	96
لقب "حِبُّ رسول اللہ":	97
ازدواج:	97
اولاد:	97

فضائل ومناقب:	97
حلیہ اور عمر:	98
کارہائے نمایاں:	98
شہادت:	99
روایتوں کی تحقیق (قسط 1)	104
میلاد النبی کی فضیلت پر بے اصل روایات	104
کیا ایک بڑھیا ہمارے نبی پر کوڑا ڈالتی تھی ؟	106
تو میرا غلام، تیرا باپ میرے نانا کا غلام	107
کُتے کی تخلیق پر ایک بے اصل روایت	109
ہماری دوسری اردو کتابیں	111

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام

کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہو گا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

دارالتحقیقات انٹرنیشنل تعارف واہداف:

دارالتحقیقات انٹرنیشنل علاقائی لسانی اور عصبی خیالات سے مبرا خالصتہ مذہبی اور اسلامی ٹیم ہے، جس کا مقصود بطورِ خاص تحریر اور تصنیف کے ذریعے تبلیغِ دین کرنا ہے، تحریر و تصنیف کی اہمیت و ضرورت سے کسے انکار؟ کہ علم جو کہ مردہ قوموں کو زندگی دیتا اور بے مروت لوگوں کو جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے، اس علم کو محفوظ کرنے کا بہترین ذریعہ تحریر و تصنیف ہے لیکن۔۔۔افسوس تحریر و تصنیف کا سلسلہ بھی قدرے ماند پڑتا جارہا ہے، ولہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نسلِ نو کو تحریری ذہن دیا جائے،

الحمد للہ عزوجل

دارالتحقیقات کا ایک بنیادی مقصد:

مختلف ممالک کے علمائے کرام اور محررین حضرات کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرنا جس کے ذریعے اچھے پیمانہ پر اسلام کی خوب صورت تعلیمات لوگوں تک پہنچ سکیں،

دارالتحقیقات انٹرنیشنل کے اہداف:

دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور اسلام سے تعلق رکھنے والوں کے لئے بالعموم دینی کتب کا آسان اور جدید انداز میں ترجمہ، وتشریح کرنا، سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر دروس و خطابات کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک کے لوگوں تک تعلیماتِ اسلام پہنچانا، دنیا بھر میں اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل کی تیاری اور اس کے نفاذ کے لئے کوشاں رہنا،

علماء و طلبا سے گزارش:

علمائے کرام و طلبائے عظام سے التماس ہے کہ ہمارے دست و بازو بنیں، اپنی تحریری صلاحیتوں کے ذریعے دینِ متین کی خدمت کریں،

اخوکم عبد المصطفیٰ
سعدی الازہری (جامعۃ الازہر مصر)
رکن دار التحقیقات انٹرنیشنل

حمد

اللہ اللہ اللہ اللہ

قلب کو اُس کی رُویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سُبُحٰنَہٗ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اللہ اللہ اللہ اللہ

عرش و فرش و زَمان و جہت اے خدا
جس طرف دیکھتا ہوں ہے جلوہ ترا
ذَرّے ذَرّے کی آنکھوں میں تو ہی ضیا
قطرے قطرے کی تو ہی تو ہے آبرو

اللہ اللہ اللہ اللہ

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو
تو منزہ مکاں سے مبرہ ز سو
علم و قدرت سے ہر جا ہے تو کو بکو
تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عفو

اللہ اللہ اللہ اللہ

سارے عالم کو ہے تیری ہی جستجو
جن و اِنس و مَلک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر ایک ہے سو بسو
بن میں وَحشی لگاتے ہیں ضرباتِ ھو

اللہ اللہ اللہ اللہ

نغمہ سنجانِ گلشن میں چرچا ترا
چہچہے ذِکر حق کے ہیں صبح و مسا
اپنی اپنی چہک اپنی اپنی صدا
سب کا مطلب ہے واحد کہ واحد ہے تو

اللہ اللہ اللہ اللہ

طائرانِ جناں میں تری گفتگو
گیت تیرے ہی گاتے ہیں وہ خوش گلو
کوئی کہتا ہے حق کوئی کہتا ہے ھو
اور سب کہتے ہیں لَا شَرِیْكَ لَهٗ

اللہ اللہ اللہ اللہ

بلبلِ خوش نوا طوطیِ خوش گلو
زَمزَمہ خواں ہیں گاتے ہیں نغماتِ ھو
قمریِ خوش لقا بو لی حَقّ سِرُّہٗ

فاختہ خوش آدا نے کہا دوست تو
اللہ اللہ اللہ اللہ
صبحِ دَم کرکے شبنم سے غسل و وضو
شاہدانِ چمن بستہ صف رُو برو
وِرد کرتے ہیں تسبیحِ سُبُحَانَہٗ
ھُوَ وَ لَا غَیرُہٗ ھُوَ وَ لَا غَیرُہٗ
اللہ اللہ اللہ اللہ
ہر نہالِ چمن ذِکر سے ہے نہال
ذِکر حق ہی اسے کرتا ہے مَالا مَال
ذِکر سے چوک کر ہوتا ہے وہ نڈھال
ذِکر ہی تیرا ہے اس کی وَجہِ نمو
اللہ اللہ اللہ اللہ
وہ بھی تسبیح سے رکھتا ہے اِشتغال
جو نہیں رکھتا منہ اور لسانِ مَقال
پھر بھی گویائے تسبیح ہے اس کا حال
اس کی حالی زباں کہتی ہے تو ہی تو
اللہ اللہ اللہ اللہ
جو ہے غافل ترے ذِکر سے ذُوالجلال

اس کی غفلت ہے اس پر وَبال و نکال
قعرِ غفلت سے ہم کو خدایا نکال
ہم ہوں ذاکر ترے اور مَذکور تو
اللہ اللہ اللہ اللہ

ہے زبانِ جہاں حمدِ باری میں لال
دَم کوئی حمد کا مارے کس کی مجال
تا بِامکان ہم رکھتے ہیں قِیل و قَال
اس کو مقبول فرمالے رحمت سے تو
اللہ اللہ اللہ اللہ

بھردے اُلفت کی مے سے ہمارا سبو
دِل میں آنکھوں میں تو اور لب پر ہو تو
کیف میں وَجد کرتے پھریں کو بکو
وِرد گایا کریں پے بہ پے سو بسو
اللہ اللہ اللہ اللہ

عفو فرما خطائیں مری اے عفو
شوق و توفیق نیکی کا دے مجھ کو تو
جاری دِل کر کہ ہر دَم رہے ذِکر ھو
عادتِ بد بدل اور کر نیک خو

اللہ اللہ اللہ اللہ

بد ہوں مولیٰ مرے مجھ کو کردے نکو
رَختِ اَعمال ہے چاک فرما رَفو
تیری رحمت کی اُمید ہے اے عفو
کہ ہے اِرشادِ قرآں لَا تَقْنَطُوْا

اللہ اللہ اللہ اللہ

داخِل خلد ہم کو جو فرمائے تو
ہم ہوں اور حور و غلماں لب آبِ جو
اور جامِ طہور اور مینا سبو
دیکھیں اَعدا تو رہ جائیں پی کر لہو

اللہ اللہ اللہ اللہ

ٹھنڈی ٹھنڈی نسیمیں چلیں میرے رب
فتنوں کی ڈُھول سے پاک ہووے عرب
ایسا برسا بہا دے جو خاشاک سب
تیری رحمت کے بادَل گھریں چار سو

اللہ اللہ اللہ اللہ

رحم فرما خدایا حرم پاک ہو
تو نے تقدیس بخشی ہے جس خاک کو

دَفع فرما وہاں پر ہے بے باک جو
اور گرا بجلیاں قہر کی بر عدو

اللہ اللہ اللہ اللہ

نور کی تیرے ہے اِک جھلک خوبرو
دیکھے نوری تو کیوں کر نہ یاد آئے تو
ان کا سرور ہے مَظہَر ترا ہوبہو
مَنْ رَّاٰنِیْ رَاَ الْحَقّ ہے حق مو بمو

اللہ اللہ اللہ اللہ

خوابِ نوریؔ میں آئیں جو نورِ خدا
بقعۂ نور ہو اپنا ظُلمَت کدا
جگمگا اُٹھے دِل چہرہ ہو پُرضیا
نوریوں کی طرح شغل ہو ذِکرِ ھو

مولانا نوری علیہ الرحمہ

نیا کلام: ”یہاں پر بھی وہاں پر بھی“

از قلم: ابوالحقائق راشد رضوی عطاری مدنی

مرے آقا کی ہے رحمت یہاں پر بھی وہاں پر بھی
مٹاتے ہیں ہر اِک کُلفت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

عرب ہو یا عجم، اَرض و سما ہر جا مِرے آقا
ہے جاری آپ کی مدحت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

خُدا دِکھلائے صورت مصطفیٰ کی دو جہانوں میں
بنے دیدار کی صورت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

یہ دنیا ہو یا ہو عقبیٰ، جدھر دیکھیں نظر آئے
اُنہی کی شان اور شوکت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

صحابہ اور اہلِ بیت دونوں میں ہیں یہ شامل
ملی حسنین کو قُربت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

ہے مکے اور مدینے کو فضیلت سارے شہروں پر
رکھی رحمٰن نے برکت یہاں پر بھی وہاں پر بھی
ہیں وہ مملوک خالق کے، ہوئے مالک جہاں بھر کے
ہے مِلکِ مصطفیٰ خَلقت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

خزانے اِس جہاں کے ہوں یا ہوں فردوسِ بالا کے
ہے سب کچھ آپ کی دولت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

تُو منبر اور بیتِ مصطفی کے درمیاں آکر
اے زائر! دیکھ لے جنت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

وہ ٹالیں گے بلائیں دو جہانوں میں غلاموں سے
اُنہیں ربّ نے ہے دی طاقت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

مصائب سے بچا لو دو جہاں میں اے مِرے آقا
عطا کر دو مجھے راحت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

ملی کَونَین کو بخشش ، اِسی دربارِ عالی سے
یہی ہیں قاسمِ نعمت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

بنے ساتھی محمد کے ، ہوئے وارِث وہ جنّت کے
ملی اَصحاب کو عزّت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

زمیں میں تیرا چرچا ہے ، فلک پر تیرا شُہرہ ہے
خُدا اِس میں کرے کثرت یہاں پر بھی وہاں پر بھی
نبی والوں سے اُلفت اور مُنکِر سے عَداوت ہے
نہ کم ہو یا خُدا شِدّت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

دمِ رُخصت ، لبِ کوثر مِرے آقا کرم کرنا
تِری ہو خیر سے رویت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

گدا عطار کا ہوں ، میں مریدِ غوثِ اعظم ہوں
سدا ملتی رہے برکت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

غلام عطار کا ، اَحمد رضا کا اِک سپاہی ہوں
سدا قائم رہے نسبت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

بچا لو قبر و محشر میں عذاب و قہر سے آقا
کرو برہان کی نصرت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

نہ ہو مایوس اے برہان اُن کا فضل جاری ہے
تجھے پہنچائیں گے رحمت یہاں پر بھی وہاں پر بھی

احکامِ قرآن

دانیال رضا پیروانی

(ایک دوسرے کا مذاق اڑانا کیسا)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ (حجرات:۱۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

اس آیت مبارکہ میں مذاق اڑانے سے منع فرمایا گیا ہے تو آیئے سب سے پہلے مذاق کی تعریف جانتے ہیں کہ مذاق کہتے کسے ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مذاق کی تعریف بیان فرماتے ہیں کہ: دوسرے کو حقیر جان کر اس کے عیوب و نقائص کو اس طور پر ذکر کرنا کہ جس سے (سننے والے) کو ہنسی آئے۔

(احیاء العلوم، ج۳، ص ۴۸۳)

جیسا کہ یہ ہمارے معاشرے میں عام رائج ہے کہ کبھی کسی کی عادات و اطوار کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو کبھی کسی کی جسم و جسمانیت کا یا شکل و صورت کا مذاق اڑایا جاتا ہے یا کوئی بیچارہ غریب ہے تو اس کی غربت کا مذاق اڑایا جاتا ہے

حدیث پاک میں مذاق اڑانے والے کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے پیارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آؤ آؤ تو وہ بہت ہی بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچے گا وہ دروازہ بند ہو جائے گا پھر ایک دوسرا جنت کا دروازہ کھلے گا اور اس کو پکارا جائے گا کہ آؤ یہاں آؤ چنانچہ یہ بے چینی اور رنج و غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا، اسی طرح اس کے ساتھ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آؤ! آؤ! لیکن وہ (مایوس ہونے کے سبب) نہیں آئے گا۔ (موسوعۃ ابن ابی دنیا، کتاب الصّمت، ۷/ ۱۸۳، الحدیث: ۲۸۷)

مذاق اڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کو ایذاء رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

(جہنم کے خطرات، ص ۱۷۳)

شرعی مسائل اوران کا حل

مفتی مجیب الرحمن قادری حنفی

کیا مدنی چینل دیکھنا یا کسی چینل کو مدنی چینل کہنا جائز نہیں ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع عظام اس مسلہ کے بارے میں کہ کسی بھی چینل کو مدنی کہنا یا پھر مدنی چینل کو مدنی کہنا کیسا ہے؟ جبکہ کسی نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال کیا مدنی چینل دیکھنا یا کسی چینل کو مدنی کہنا کیسا ہے؟

تو جواباً تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کسی بھی چینل کو مدنی کہنا یہ جائز نہیں ہے اب مفتی صاحب قبلہ سے طلب امر یہ ہے کہ کسی بھی چینل کو مدنی کہنا کیسا ہے؟

سائل محمد نسیم اختر جلیشور ضلع مہوتری نیپال

نحمدہ ونشکرہ ونصلی علی رسولہ الامین.

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

الجواب بعونہ تعالی عزوجل

صورت مستفسرہ میں موجودہ دور میں جدید طور پر اسلامی فوٹوگرافی مووی میکنگ وغیرہ کے بابت تین اقوال ہیں

ا/ علماء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہ تصاویر نہیں ہیں بلکہ یہ عکس ہے، اور عکس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے، جسے شیشہ اور پانی میں سایہ لہذا فوٹو گرافی اور مووی بنانا جائز اور مشروع عمل ہے۔ بالکل جائز ہے کوئی

قباحت نہیں

۲/ جبکہ علماء کی دوسری جماعت اسے بھی تصویر ہی سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ تصویر کی جدید شکل ہے ، چونکہ تصویر کی حرمت میں کوئی شبہہ نہیں ہے ،یہ بالکل حرام و ناجائز قرار دیتی ہے لہذا فوٹوگرافی اور ویڈیو ناجائز اور حرام ہے۔

۳/ اہل علم کی تیسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہ تصویر ہی ہے ، لیکن بوجہ مجبوری ہم دین کی دعوت و تبلیغ کی غرض سے ویڈیو کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ رائے اکثر اہل علم کی ہے جن میں عرب بالخصوص جامعہ الازھر و عجم کے بہت سے علماء کا قول ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک ویڈیو اصلاً مباح و جائز نہیں ہے ، لیکن دینی اصول، اضطرار "کو ملحوظ رکھ کر قاعدہ فقہیہ الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں ناجائز کاموں کو جائز بنا دیتی ہیں) پر عمل پیرا ہوتے ہوئے الیکٹرانک میڈیا کے اس تیز ترین دور میں ویڈیو کو تبلیغ دین کے مقاصد میں بامر مجبوری استعمال کرنا مباح قرار دیتے ہیں یعنی دعوت و تبلیغ اور جائز طور پر استعمال کرنے کے علاوہ یہ گروہ بھی اسے ناجائز سمجھتا ہے اور بلا امر مجبوری اسے جائز قرار نہیں دیتا ہے۔ اس اعتبار سے اس گروہ کی رائے پہلے کے دونوں گروہوں کی رائے کے بیچ میں ہے۔

دعوت اسلامی چینل کو مدنی چینل کہنا بالکل درست ہے شرعا کوئی قباحت نہیں۔ کہ یہ نسبت مجازی ہے۔ مدینہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے محبت میں کہا جاتا ہے، وہ چینل جس کے بابت بالیقین علم ہو کہ اس پر کوئی غیر شرعی شیئ نشر نہیں کی جاتی بلکہ فقط شرعی پروگرام ہوں

تو ایسے چینل کو مدنی شرعی چینل یا اسلامی چینل کہنے میں کوئی قباحت نہیں چونکہ ایسے چینلوں کا دارومدار ہر گھر میں اسلامی احکام پہنچانا مقصود ہوتا ہے اور جو چینل مذکورہ وصف سے خالی ہو اسے شرعی یا اسلامی یا مدنی چینل کہنا درست نہیں۔ جیساکہ حدیث پاک میں ہے عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور مدنی چینل میں کوئی غیر شرعی امور نہیں ۔بلکہ موجودہ دور میں مفید تر ہے حضرت تاج الشریعہ رحمت اللہ علیہ کی تصویر کے بابت اپنی تحقیق ہیں۔ چونکہ تصویر کے حرمت کے سبب انہوں نے چینل کا نام مدنی چینل رکھنا درست نہ سمجا پر تصویر مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ اس لئے جن کے نزدیک تصویر یا اسلامی ویڈیوز دیکھنا جائز ہے ان کے نزدیک مدنی چینل نام رکھنے میں شرعا کوئی قباحت نہیں۔

درس قرآن و درس حدیث اور علماء اہل سنت کی اسلامی بیانات بشکل ویڈیو دیکھنا بالکل جائز و درست ہے ۔ حرام کہنے والے علماء کرام کے پاس ان کی اپنی دلیل ہے۔ تصویر یہ موجودہ دور میں میں اختلافی مسئلہ ہے ۔۹۸ فیصد علماء کرام کے نزدیک جائز و مباح ہے اور دو فیصد کے نزدیک حرام و گناہ ہے۔

ہمیں جو سہل لگے اسے لے سکتے ہیں کسی پر سب وشتم اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ٹھہرانا درست نہیں ۔۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ درست نہیں ۔ایسے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے ۔کہ وہ تقوی کے عامل ہیں

ابھی کچھ اور وقت گزرنے دیں سبھی جواز کے قائل ہو جائیں ۔۔بحاجت ضرورت زمانہ۔۔

ایک بات یاد رہے کسی بھی چیز کو

حرام وحلال کرنا صرف شارع علیہ السلام کا کام ہے اور کسی کا یہ منصب نہیں ہے۔

بعض کم پڑھے لکھے لوگ اس مسئلہ میں بیجا شدت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس دیکھا جائے تو درس قرآن، خطابات کی ویڈیو بنانا اس دور میں حرام نہیں بلکہ ہونی چاہیے۔ تاکہ عامۃ الناس فحاشی کے چینلز دیکھنے کے بجائے دین کی چند باتیں سیکھ لیں۔ ڈرامے، فلمز کے بجائے، علما کے خطاب چلائیں، قرآن کی تلاوت ہو، نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ اور اچھے معلوماتی پروگرامز ہوں، یہ اسلامی ویڈیو بنانا موجودہ دور میں اکثر برائی کے توڑ نے کے مترادف ہے۔ جیسا کے دعوت اسلامی مدنی چینل بنا کر امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے کہ پوری دنیا میں فقط مدنی چینل اسلامی ہے جس میں کوئی شیئ غیر اسلامی نہیں ایسی صورت میں اس چینل کو روکنا اور غیر اسلامی کہنا درست نہیں اور حرمت کا فتوی لگا کر شدت پر اتر جانا جائز نہیں موجودہ دور میں اسلامی ویڈیوز بنانے کو غیر اسلامی کہنا درست نہیں ہونی چاہئے۔ ایسا کہنے والے کو موجودہ دور میں اس مسئلہ پر غور وخوض کرنا چاہئے مدنی چینل موجودہ دور میں تبلیغ اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جس کو روکنے والے اور روکنے والے کا سپورٹ کرنے والے فحاشی کے پھیلنے اور پھیلانے والوں کا ساتھ دے نے کے مترادف ہیں کہ درس القرآن کی ویڈیو نہ بنائیں اور مدنی چینل نہ دیکھیں ایسی صورت میں نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ ڈرامے اور فلمیں دیکھیں گے۔ ایسے لوگوں کی عقلوں، فہم وفراست اور تدبر

پر مجھے تعجب ہے۔ جو اکیسویں صدی میں رہ کر دین اسلام کی تبلیغ کو نہ پہچان سکیں

صحیح بخاری شریف میں ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔۔

(أَنَّهَا كَانَتِ اتَّخَذَتْ علَى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فيه تَمَاثِيلُ، فَهَتَكَهُ النبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، فَاتَّخَذَتْ منه نُمْرُقَتَيْنِ، فَكَانَتَا في البَيْتِ يَجْلِسُ عليهمَا.

المصدر: صحيح البخاري.الرقم: ٢٤٧٩.

اس حدیث پاک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔۔

کہ انہوں نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکایا جس میں تصاویر تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ پھاڑ دیا۔ اس سے میں نے دو گدے بنا لیے۔ آگے فرماتی ہیں:

دوں گدے گھر میں تھے، ان پر سرکارِ دوعالم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھا کرتے تھے۔

اب اگر مطلقاً ہر تصویر حرام ہوتی تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام ان گدوں پر نہ بیٹھتے، اور فرماتے کہ اس کو ختم کر دو۔ مگر ایسا نہیں ہوا، بلکہ سرکار دوعالم علیہ الصلوۃ والسلام ان گدوں پر بیٹھا کرتے تھے۔

پہلی صورت میں نمایا جگہ پر تصاویر تھیں اور دوسری یہ کہ کپڑے سے دیوار کا حصہ بھی چھپ گیا تھا، جیساکہ حدیث میں آیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں"

إن اللهَ لم يأمرنا أن نكسوَ الحجارةَ والطينَ ،

(صحیح مسلم الرقم:2107)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں تو

اس سے سمجھا گیا کہ وہ پردہ دیوار کو ڈھک رہا تھا اور یہی ناراضگی کی وجہ بنی تھی اور تصویریں بھی۔

فقہاء کرام نے تصویر کی حرمت یوں بیان کی ہے۔ کہ فقط ملائکہ رحمت و ملائکہ استغفار یا وحی لانے والے فرشتے صرف اس گھر میں داخل نہیں ہوتے باقی کراما کاتبین یا دیگر فرشتے تو وہ داخل ہوتے ہیں جس گھر میں وہ کتا یا تصویر ہو جسے رکھنا حرام ہے۔ رہا وہ جس کا رکھنا حرام نہیں مثلا شکاری کتا، کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کرنے والا کتا اور جو تصویر قالین اور تکیہ وغیرہ پر روندھی جاتی ہیں یا ڈیکوریشن پیس ہیں، ان کی وجہ سے فرشتوں کا داخلہ ممنوع نہیں.

واللہ ورسولہ أعلم بالصواب.

بزرگانِ دین کا تعارف (قسط دوم)

ابوالحسن علی رضا ہزاروی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الکریم

بحمد اللہ قسط اول میں 3 بزرگانِ دین کا مختصر تعارف پیش کیا گیا تھا امید ہے قارئین قسط دوم کو بھی پسند کریں گے ، اللہ پاک کے بے شمار برگزیدہ بندے اس دنیا میں دینِ حق کی تبلیغ کیلئے تشریف لائے اور بخوبی اپنا فرض نبھایا اسی وجہ سے آج انکا نام ہر طرف گونج رہا ہے خدائے کریم ہمیں ان کی تعلیمات پر زندگی بسر کرنے توفیقِ رفیق عنایت فرمائے آمین انہیں میں سے ایک بزرگ یہ ہیں

1) حضرت شاہ کمال قادری

کتھیلی رحمۃ اللہ علیہ

امام العارفین حضرت شاہ کمال قادری رحمہ اللہ (895ھ) مطابق (1489 ء) بغداد میں پیدا ہوئے اور بارھویں پشت سے غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتے ہیں آپ کے والد گرامی سید حاجی عمر کو آپکی ولادت سے چند سال قبل آپ کے مرشد شاہ فضل قادری نے بتایا کہ یہ مادر زاد ولی ہیں انکی تربیت پر خصوصی توجہ فرمائیں

تعلیم وتربیت

آپکو تفسیر، حدیث فقہ پر مکمل عبور حاصل تھا اس کے بعد آپ ریاضات و

مجاہدات کی طرف متوجہ ہوئے سمرقند، روم ، مصر عراق وغیرہ ممالک کے بیابانوں اور تپتے ہوئے صحراوں میں مدتوں اللہ کی عبادت میں مصروف رہے

کرامت

جسطرح ستاروں کا گننا محال ہے ایسے ہی آپکی کرامتوں کا شمار محال ہے، مجدد الف ثانی حضرت حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ ہم کو خاندانِ قادریہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا بزرگ نظر نہیں آتا

(تاریخِ مشائخ قادریہ، جناب محمد دین کلیم صاحب، ص 147)

آپکے خلفا کی تعداد کم وبیش 21 ہے

(3 فرامین)(1) درویش راضی برضائے الہی ہوتا ہے (2) فقیری فقرا کیلیے نعمتِ عظمی ہے (3) پیر پرست مرید ،خدا پرست سے بہتر ہے

وصال باکمال

981ھ مطابق 1573ء میں ہوا، (مزار شریف) شہر کیتھلی شریف ہندوستان میں مرجع خاص و عام ہے (نور اللہ مرقدہ)

(2) سید سیف الدین عبد الوہاب گیلانی قادری

ولادت

512 ھ مطابق 1118 ء غوث الاعظم کے سب سے بڑے فرزندِ ارجمند تھے، تحصیلِ علم کیلیئے بڑے بڑے مراکز تشریف لے گئے تھے ، سینکڑوں علما و فضلا نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا، آپ نہایت عمدہ اخلاق کے مالک تھے سخاوت میں حاتمِ ثانی تھے ، غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

کے بعد مدرسہ غوشیہ میں ارشاد و تلقین (وعظ و نصیحت) اور فتوی نویسی بھی آپ کے ذمہ تھی

وصال باکمال

تاریخِ وفات میں دو قول ہیں

(1)(603ھ)(1206ء)

(2)(593ھ)(1196ء)

بغداد شریف میں مزار مقدس واقع ہے

(المرجع السابق 119)

(3) حضرت میاں میرن شاہ قادری رحمہ اللہ

ولادت

(1179ھ) (1765ء) بریلی شریف میں پیدا ہوئے حقیقی نام (امیر علی بن محمد شفیع تھا) (بیعت) حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں سے کی (1230ھ) میں اجازت و خلافت سے نوازے گئے، خانقاہ کے قریب ایک بڑے بڑ (درخت کا نام) کے نیچے آپکا مزار شریف ہے

وصالِ باکمال

(1274ھ)(1858ء) میں ہوا۔

اللہ پاک کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعا ہے وہ امتِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ، قارئین کرام سے درخواست ہے اس ماہنامہ کا خود بھی بالاستیعاب مطالعہ کریں اور اپنے جاننے والے عام و خاص کو بھی اس سے مطلع کریں جزاک اللہ خیرا کثیرا

عقیدہ ختم نبوت (قسط نمبر 1)

از! بلال احمد شاہ ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آتش او صد ابراہیم سوخت
تا چراغ یک محمد برفروخت

(اسکی آگ نے سو ابراہیم جلائے تاکہ فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن رہے۔)

اما بعد! اللہ تعالی نے مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر اپنے برگزیدہ بندوں کو لوگوں کی ھدایت و رہنمائی کے لیئے نبی و رسول بنا کر بھیجا، تمام انبیا عزت کے لائیق ہیں، عظمت کے سرچشمے ہیں، ھدایت کا منبع ہیں، عقیدت کا محور ہیں مگر سب انبیا و رسل میں سے حضور اکرم، نور مجسم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلی و ارفع شان کے مالک ہیں۔

خَلق سے اولیا، اولیا سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا بلکہ کل کائینات کے لیئے مبتدا ہیں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کے نبی ہیں، آپ کی نبوت آفاقیت و عالمگیریت کو محیط ہے، آپ کا منصب کمال، آپ کی رسالت انوکھی، آپ کی شان بے نیاز، آپ کا رتبہ بے مثال الغرض آپ کا ہر وصف باجمال ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیوں سے نوازا گیا اور ہر خوبی علی وجہ الکمال آپ میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک کمال خاتمیت بھی ہے کہ

آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں بلکہ سلف و خلف کی تعلیمات سے ثابت شدہ اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدے پر ہم جزماً، حتماً اور قطعاً یقین و اعتقاد رکھتے ہیں۔

اگر کوئی شخص عقیدہ ختم نبوت کی غلط تشریح کرتا ہے تو اس شخص کے اس عمل سے عقیدہ نبوت و رسالت غلط ثابت ہو گا اور اگر عقیدہ نبوت و رسالت میں لچک آگئی تو پھر عقیدہ توحید بھی باقی نہ رہے گا، لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی و جزمی آخری نبی ماننا لازم و ضروری ہے۔

ذات کا اپنی آئینہ بے مثل ونظیر و بے ہَمتا

خَلق کیا قبل اَز اَشیا اور نبوت کر دی عطا

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کا مظہر اتم ہیں اور ہر کمال و فضل کا جامع ہیں۔

ہر رتبہ کہ بود کہ درامکاں بر وست ختم

ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

(ہر ممکنہ بلندی اور نعمت خداوندی آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر ختم ہے۔)

غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی صاحب رسالت محمدی کے متعلق لکھتے ہیں: "رسالت توحید کی دلیل ہے اور اس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے اور اس دلیل کو دعویٰ سے اتنا قرب ہے کہ دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ تک کی گنجائش نہیں معلوم ہوا کہ قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قربِ مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔"

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(اقبال)

(اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم تک پہنچا دو کہ دین کی اساس آپ ہیں، اگر وہاں تک نہ پہنچ پائے تو پھر تیرے سارے اعمال ابولہب والے (یعنی اسلام دشمن) ہیں)

(ماہنامہ السعید ملتان مئی، جون ۱۹۶۴ء)

امت مسلمہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ نے سلسلہ نبوت کو منقطع فرمادیا ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

اس عقیدہ پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ واضح دلالت کررہی ہیں۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: " مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا" ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔"

(پارہ،22، سورۃ احزاب، آیت نمبر40)

حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔" ترجمہ! میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر2219)

اس عقیدے پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا لازم ہے۔ اس عقیدے کا منکر ازروئے شرع قطعی کافر ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اھلسنت، الشاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ ماننا، اللہ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِیْكَ لَہ (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل و مَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبیٔ جدید کی بعثت کو یقینا رکھنے والا، قطعًا اجماعًا کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرْ جَلِیُّ الْکُفْرَان (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج15، ص630)

ثابت ہوا کہ اس عقیدہ پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا لازم ہے اور اس عقیدہ کا منکر ازروئے شرع قطعی کافر ہے۔

سیرت حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ

محرر۔ ابواویس مفتی عبید رضا قادری

نام و نسب

آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ابو سلیمان خالد بن ولید ہے

آپ کا شجرہ نسب

ابو سلیمان خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ سے اور خلیفہ بلافصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا نسب ساتھویں پشت میں جاکر ملتا ہے

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام لبابۃ الصغری تھا جو حارث بن ہزن ہلائیبہ کی بیٹی تھیں ان کا اور آپ رضی اللہ عنہ کا والد کا نسب مضر پر جاکر ملتا ہے

ولادت

تاریخ کی کسی کتاب میں صحیح تاریخ کا علم نہیں ہوا البتہ ابن عساکر ابن برہان الدین نے لکھا ہے کہ بچپن میں حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کشتی لڑ رہے تھے جس میں حضرت عمر کی پنڈلی ٹوٹ گئی وہ علاج کے بعد ٹھیک ہوگئی اس واقعہ سے دونوں کا ہم عمر ہونا ثابت ہوتا ہے

اور یہ مان لیا جائے کہ دونوں ہم عمر تھے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ولادت 583 ثابت ہوتی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے تقریبا

بارہ سال بعد۔

(الطبری ج ۲ ص ۱۷۷ ،نهاية الارب ج ۲ ص ۲۵۶ ،نساب الاشراف ج ۲ ص ۲۱۴ ،سیرۃ ابن هشام ج ۱ ص ۱۲۷ ،الاصابة ج ۸ ص ۱۷۸)

قبول اسلام کا واقعہ

مؤرخین کا قبول اسلام کے سن کے بارے میں کافی اختلاف ہے پر ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے 6 ماہ اور غزوہ مؤتہ سے 2 ماہ قبل ماہ صفر 8ھ میں اسلام قبول کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ کا مجھ پر کرم ہوا میرے دل میں اسلام کی محبت آگئی اور میں نے سوچا کہ اسلام کے خلاف میں نے جتنی جنگیں لڑی تمام میں ناکام ہوا میں غلط راہ پر ہوں مجھ سے قبل میرے بھائی ولید بن ولید یہ اسلام لا چکے تھے ان سے رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں پوچھا اور میرے اسلام میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار فرمایا پھر میرے بھائی نے میرے نام خط لکھا (فقیر طوالت کے خوف سے خط یہاں نقل نہیں کر رہا) اس میں ان تمام باتوں کا ذکر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بارے میں فرمائی تھیں اس خط کو پڑھ کر میرے دل پر پڑے تاریکی پردے پھٹ گئے اور اسلام کی رغبت پیدا ہوگئی پھر میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مضبوط ارادہ کر لیا المختصر

میں عثمان بن طلحہ سے ملا قبول اسلام کیلئے سفر مدینہ کا قصد ظاہر کیا وہ بھی میرے ساتھ قبول اسلام کیلئے چل دیئے راستے میں ہمیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ملے حبشہ سے آرہے تھے

ان سے بھی اسی ارادے کا اظہار کیا انہوں نے کہا میں بھی قبول اسلام کیلئے جارہاہوں پھر ہم ساتھ مدینے پہنچے تیار ہوکر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضور ﷺ ہمیں دیکھ کر مسکرا رہے تھے ہم نے اسلام قبول کیا حضور ﷺ نے ہمارے لیئے دعافرمائی

(حضرت خالد رضی اللہ عنہ ص 63)

آپ رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ

غزوہ طائیف کے موقع پر مال غنیمت کی تقسیم کے دوران ایک منافق نے کہاکہ یہ تقسیم خدائی تقسیم نہیں

حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما جلال میں آگئے اور آگے بڑھ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ اجازت دیں میں اسکی گردن اڑادوں

حضور ﷺ نے منع فرمایا:

اس واقعہ سے واضح ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضور ﷺ کی اور دین کی کس قدر محبت تھی کہ آپ ایک حرف حضور ﷺ اور دین کے خلاف برداشت نہیں کرتے تھے

آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ

آپ جلیل القدر صحابی ہیں اور یقیناً صحابی رسول ہونا یہ بہت بڑا اعزاز ہے اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی مکمل زندگی اسلام کے جھنڈے کو بلند اور اسلام کے خلاف سازشوں اور قوتوں کی سرکوبی اور انکو برسرمیدان شکست دینے میں گزری اگر میں یہ کہوں توغلط نہ ہوگا کہ اسلام کی عسکری قوتوں کا دوسرا نام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ ہے آپ اگر فتوحات عراق اور شام اور دیگر جنگوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات اظہر من الشمس

ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں بڑے بہادر اور جنگ جوں مجاھد تھے

حضرت خالد بن ولید کے متعلق حضور علیہ السلام کا فرمان

وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيرَةِ».

روایت ہے حضرت ابو عبیدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور یہ اپنے کنبے کے بہترین جوان

(مشکوۃ شریف ح نمبر 6257)

اسی فرمان مبارک کی وجہ سے آپ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) بھی کہا جاتا ہے

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال

یقیناً آپ کا وصال اہل اسلام کیلئے بہت بڑا نقصان تھا

آپ رضی اللہ عنہ کی سن وفات میں کافی اختلاف ہے البتہ میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا وصال 21ھ میں حمص کا مقام پر ہوا

اللہ کی ان پر رحمت ہو انکے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین

والسلام مع الاکرام

"شان امیر معاویہ بزبان محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

تحریر:۔ دانیال سہیل عطاری (السنی القادری)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان بہت بلند و بالا ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ولی، قطب، ابدال، غوث، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

صحابی کی تعریف:۔

امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی تعریف یوں کی ہے جو بہت جامع ومانع اور اہل علم کے ہاں مقبول اور راجح ہے:

"من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ مسلما و مات علی اسلامہ"

ترجمہ: "صحابی ہر وہ شخص ہے جس نے محبوب کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی حیات ظاہری میں حالت اسلام میں آپ کے ساتھ ملاقات کی اور اپنے اسلام پر ہی اس کا وصال ہوگیا۔"

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد 1، صفحہ 40)

تو یہ دیدار رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وہ مقام ہے جو محبوب کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے صحابہ کرام کے علاوہ کسی کو نہ ملا۔ محبوب کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے صحابہ کی تعداد 1 لاکھ 24 ہزار کم وبیش ہے۔ اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان جنتی ہیں ہمارے سردار ہیں۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل و اعلیٰ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، آپ کے بعد عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر مولا علی علیہم الرضوان۔

"اہلسنت وجماعت اور محبت صحابہ کرام"

یوں تو کچھ لوگ صحابہ کا ذکر کرتے ہیں اور اہل بیت کو بھول جاتے ہیں اور کچھ اہل بیت کا ذکر کرتے ہیں تو شان صحابہ پر زبان چلانے لگ جاتے ہیں۔ مگر قربان جائیے مسلک اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلویوں پر جو محبوب کریم ﷺ کے اصحاب کا ذکر بھی ذوق و محبت سے کرتے ہیں اور محبوب کریم ﷺ کی اہل بیت اطھار کا ذکر بھی شوق و محبت سے کرتے ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اَصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی"

(حدائق بخشش)

محبوب کریم ﷺ کے اصحاب سے محبت رکھنا یہ ہمارے لیے خوش نصیبی ہے۔ ورنہ جن کا ذکر رب العالمین نے اپنی لاریب کتاب میں کیا ہو۔ جن کا ذکر بلند و بالا ہو وہ ہمارے ذکر کے محتاج نہیں۔

(اقول:۔ السنی القادری) "صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مبارک ذکر سے ہم نے اپنی گفتگو کو بہترین کیا، اور اصحاب رسول اللہ کے مناقب بیان کرنے سے ہم نے اپنی زندگیوں کو سنوارا۔"

محبوب کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام بہت پیارے ہیں مگر آج جس ہستی کا ذکر خیر کر کے ہم برکات حاصل کریں گے وہ ہستی کوئی عام ہستی نہیں ہیں۔ جن کے لشکر کو جنت کی بشارت ملی، جن کو "فاتح شام"، "خال المسلمین" جیسے عظیم القابات سے یاد کیا جاتا ہے جو صحابی

ابن صحابی ہیں ۔ جن کا رشتہ پانچویں پشت سے جا کر محبوب کریم ﷺ سے ملتا ہے۔جن کا نام نامی "حضرت سیدنا امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی للہ عنہما" ہے۔

صحابہ، تابعین ہوں، کہ اولیاءِ دین ہوں
سب اہلِ حق نے مانی ہے امامتِ معاویہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مناقب بیان کرنا یہ اہل سنت و جماعت کا ہی خاصہ ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے اسلاف کی کتب میں آپ کی سیرت و مناقب پر باقاعدہ مکمل ابواب ملیں گے۔

1۔ قرآن مجید کے بعد سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری میں "باب:۔ ذکر معاویہ" کے نام سے موجود ہے۔

2۔ "جامع ترمذی" میں "باب:۔ مناقب معاویۃ بن ابی سفیان رضی للہ عنہما" موجود ہے۔

3۔ امام احمد بن حنبل کی کتاب فضائل الصحابہ میں "فضائل معاویۃ بن ابی سفیان رضی للہ عنہما" موجود ہے۔

4۔ "صحیح ابن خزیمہ" میں کتاب الفضائل میں "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" کے سوال کسی کے فضائل بیان ہی نہیں ہوئے۔

5۔ "مجمع الزوائد" میں " باب:۔ ماجآء فی معاویۃ بن ابی سفیان" کے نام سے موجود ہے۔

کہا ہے عادل وثقہ، محدثین نے انھیں
حدیث میں ہے مستند، روایتِ معاویہ

یہ چند کتب کے متعلق بیان ہوا جن میں مناقب معاویۃ بن ابی سفیان موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ مناقب امیر معاویہ تحریر و تقریر کرنا یہ نئی بات نہیں بلکہ یہ تو صدیوں پہلے محبوب کریم ﷺ نے

اپنے مبارک لبوں سے تعریف کی پھر اصحاب رسول نے بیان کی پھر علمائے امت محمدیہ نے اپنی کتب میں معاویۃ بن ابی سفیان کی مناقب بیان کیں۔

اس سے ایک بات واضح ہوگئی۔ کہ عقیدہ اہل سنت وجماعت ہی وہی عقیدہ ہے جس عقیدے پر اصحاب رسول اور بزرگانِ دین امت محمدیہ قائم تھے۔ اور ہم خوش نصیب ہیں کہ اپنے اسلاف کے عقیدے پر ثابت قدم ہیں۔

"حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بزبان محبوب کریم ﷺ " چند آیات پیش خدمت ہیں!

■ حضرت عبد الرحمن بن عمیرہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے، نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کے لیے دعا فرمائی: "اے اللہ اسے (یعنی معاویہ کو) ہدایت دینے والا، ہدایت والا بنا، اور اس کے ذریعے سے (لوگوں کو) ہدایت دے۔"

[مسند احمد: ۱۷۸۲۱ ، ترمذی: ۳۸۴۲ ، المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۵۶ ، السنۃ للخلال: ۶۹۷، ۶۹۹]

انہیں دعا نبی نے دی ہے مہدی اور ہادی کی
ہر ایک شک سے دور ہے ہدایتِ معاویہ

اس حدیث پاک کی تائید کئی احادیث سے ہوتی ہے، مثلاً

" حضرت ادریس خولانی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب نے عمیر بن سعد کو حمص کی امارات سے ہٹایا اور امیر معاویہ کو مقرر کیا تو لوگوں نے کہا، عمیر کو ہٹا دیا ہے اور معاویہ کو لگا دیا ہے۔ حضرت عمیر نے فرمایا: معاویہ کو اچھے لفظوں سے یاد کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اے اللہ معاویہ کے ذریعے لوگوں کو ھدایت دے۔"

(ترمذی:3843)

■ حضرت مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: کہ "تمام نسب منقطع ہو جائیں گے، سوائے میرے نسب ، سبب اور سسرال کے۔"

[مسند احمد: ١٨٨٠٩)، السنة للخلال: ٦٥٥]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کا احترام خارجی نہیں کرتے اور سسرال کا احترام رافضی نہیں کرتے۔ اہل سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی محبوب کریم ﷺ کے سسرال میں شامل ہیں کیوں کہ جناب ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی ایک دختر حضرت سیدنا ام حبیبہ بنت رضی للہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔ تو یوں خاندان ابی سفیان بھی محبوب کریم ﷺ کے سسرال والوں میں شامل ہیں۔

جو عاشق رسول ہیں وہ ان سے پیار کرتے ہیں

فقط منافقوں کو ہے، عداوتِ معاویہ

■ حضرت ابن عباس رضی للہ عنہ فرماتے ہیں!

" اللہ کی قسم! "بڑی وسیع و عریض ہے ہند (والدہ امیر معاویہ) کے بیٹے کی سلطنت ۔ ان کا حسب کیا ہی اچھا اور ان کی قدرت کیا ہی اچھی ہے۔ اللہ کی قسم! کبھی بھی انہوں نے ہمیں منبر پر برا نہ کہا اور نہ ہی منبر کے علاوہ کبھی برا کہا، ہم امیر معاویہ سے حسب و نسب کے اعتبار سے کمتر ہیں۔"

[حلم معاویہ : مصنف امام ابن ابی دنیا (

المتوفی۲۸۱) مترجم : مولانا عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی ، ناشر : اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن حیدرآباد دکن]

یہ روایت کرنے والے کوئی عام صحابی نہیں ان کا شمار اہل بیت میں ہوتا ہے۔ اور ان کا قسم اٹھا کر بات کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دور حاضر میں جناب امیر معاویہ پر ایک بہتان لگائی جاتی ہے (کہ آپ رضی اللہ عنہ منبر پر آل نبی کو برا کہتے تھے۔) یہ سرا سر جھوٹ ہے۔ اگر یہ سب معاملات ہوتے تو حضرت ابن عباس کبھی قسم اٹھا کر یوں گفتگو نہ فرماتے۔ اے گروہ باطلہ اگر تم نے ہماری نہیں سنی تو جناب مولا مرتضی و ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہی مان لو اور بغض امیر معاویہ میں تڑپنا ختم کرو اور عشق امیر معاویہ کے جام پی کر راہ راست پر آ جاؤ اور اپنی آخرت کو اچھا کرلو۔

یہ گوہر حیات ہے ، یہ توشۂ نجات ہے

دلِ فریدی کو ملی ، مح-بتِ مع-اویہ

مالک کائنات ہمیں محبوب کریم ﷺ کے تمام اصحاب و اہلِ بیت سے سچی محبت نصیب فرمائے اور استقامت فی الدین عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

مظہرِ اعلیٰ حضرت، پرتوِ صدر الشریعہ

"مظہرِ اعلیٰ حضرت، پرتوِ صدر الشریعہ، مصلحِ اہلسنت حضرت علامہ حافظ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رضوی قادری علیہ الرحمہ"*

از: محمد ثقلین عبد الرحمٰن ترابی نوری رضوی

ظاہر و باطن کی کر اصلاح دے فوز و فلاح،
مصلح الدین مظہرِ غوث و رضا کے واسطے
ظاہر و باطن کی کر اصلاح دے فوز و فلاح،
مصلح الدین خادمِ دینِ ہدیٰ کے واسطے

کراچی کو بریلی بنانے والے حضرت قبلہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ عاشقِ خیر الوریٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، مظہرِ غوث و رضا رضی اللہ عنہما، جیّد عالم دین، عظیم المرتبت صوفی، اور سالکانِ راہِ طریقت کے رہبر تھے۔ جہاں آپ علم و عمل میں یکتائے روزگار تھے، وہیں آپ کی ذات زہد و تقویٰ، فقر و استغنا، جود و سخا، حلم و بردباری، احسان و ایثار، طہارت و پاکیزگی، صبر و رضا، ایمان و ایقان اور حسنِ اخلاق کا حسین ترین مرقع تھی۔ علم و عمل، فضل و کمال غرضیکہ جملہ محاسن کا نام "قاری محمد مصلح الدین صدیقی" تھا۔

آپ ۱۱/ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۷ء کو قندھار شریف ضلع نانڈھیڑ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے اپنے والد بزرگوار مولانا غلام جیلانی علیہ الرحمہ

سے قرآن حکیم حفظ کیا، دینی تعلیم کا آغاز ۱۹۳۴ء میں کیا، کم و بیش ۲۱ یا ۲۲ سال کی عمر میں حضرت صدر الشریعہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے، ۱۹۴۶ء میں آپ پاکستان تشریف لائے، پہلے اخوند مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دیے بعدہ میمن مسجد (کھوڑی گارڈن) تشریف لائے اور یہاں امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دیے، اسی میمن مسجد (مصلح الدین، کھوڑی گارڈن) کے متعلق حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ "مجھے یہاں سے بریلی شریف کی خوشبو آتی ہے، یہ بریلی شریف ثانی ہے"۔

قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفٰی رضا خاں نوری، خلیفۂ اعلیٰ حضرت ضیاء الملۃ و الدین قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمھم اللہ کی طرف سے سلسلہ قادریہ، رضویہ، سنوسیہ، شاذلیہ، منوریہ، معمریہ اور اشرفیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا گیا۔

قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ دوسری صفات حمیدہ کی طرح ظاہری حسن و جمال میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ قد اوسط، پیشانی چوڑی، چشم پاک سرمئی، ناک درمیانی، چہرہ کشادہ، رنگ گندمی ملیح، شگفتہ جاہ و جلال کی کھلی تصویر، بھنویں گھنی، بال کان کی لو تک رہتے تھے، دست پاک نہایت ہی نرم یہ ہے اس ماہتاب ولایت (قاری صاحب علیہ الرحمہ) کا مبارک حلیہ۔

قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ چرخِ

اسلام کے مہر درخشاں، اتباعِ سنت کی سر زمین کے آسماں، مومنین کا امن و اماں، کعبہ روحانیاں، قبلہ ایمانیاں، اقلیم طریقت و شریعت کے تاجدار، ملت کی آبرو، سنیوں کی آرزو، بے قراروں کا قرار اور حق یہ ہے کہ حق کا معیار تھے۔

قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے ایک خلیفہ بنگال کے رہنے والے مولوی عبدالعظیم صاحب، اور دوسرے خلیفہ و جانشین حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی صاحب علیہ الرحمہ ہیں جنہیں دنیا "مردِ مومن مردِ حق" کے لقب سے جانتی ہے.

قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے توسط سے کئی افراد دامنِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہوئے آپ کے مریدین کی کثیر تعداد صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دیگر کئی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔

قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ۰۷/ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۳/ مارچ ۱۹۸۳ء بدھ کے روز ساڑھے چار بجے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر اہل محبت و عقیدت کو داغِ مفارقت دے گئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا مزارِ پرانوار کراچی کے علاقے جوڑیا بازار کھوڑی گارڈن میں مرجع خلائق ہے، آپ کے روضہ شریف کا گنبد، بریلی شریف کے رضوی گنبد کی مثل اہل محبت کی نگاہوں کا نور بنا ہوا ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق (آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے) کم و بیش بیس ہزار (20000) افراد کا جم غفیر ہر طرف سے جمع ہوگیا، آپ کی نمازِ جنازہ جانشینِ حضور مفتیٔ

اعظم ہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

حضرت مصلح اہلسنت کے وصال پر جناب راغب مراد آبادی نے تاریخ وفات لکھی:

خوشا مصلح تھے قاری مصلح الدین
ہوئے دنیا سے رخصت سن کے یاسین
تھا عشق اُن کو مصطفٰی (ﷺ) سے
دُرود اُن کے لیے تھا وجۂ تسکین
وفات اُن کی ایک ایسا سانحہ ہے
مرید اُن کے ہیں سارے آہ غمگین
تراب الحق کا دل بھی ہوگیا خون
ہُوا دامانِ صبر اشکوں سے رنگین
یہ تاریخ وفات ان کی ہے راغب
"تھے جان عصر مصلح الدین"
1403ھ

ہر سال قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا سالانہ عرسِ مبارک نہایت تزک و احتشام کے ساتھ میمن مسجد مصلح الدین (کھوڑی گارڈن) میں منایا جاتا ہے جس میں کثیر عوامِ اہلسنت کے ساتھ جید علماء کرام و مشائخ عظام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور خاص ہر سال ۰۷ جمادی الاخری ساڑھے چار بجے (وقتِ عرس) آپ کے مزار شریف پر فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ اور ہر ماہ آپ کے ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں دربارِ مصلح الدین میں مختصر محفل سجائی جاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قبلہ قاری صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار پر رحمت و رضوان کی بارش فرمائے، اور ہمیں قبلہ قاری صاحب علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات و انوار و تجلیات سے مالامال و متمتّع فرمائے، آمین بجاہ النبی

الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نوٹ: یہ مضمون قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی سیرت پر شائع شدہ خصوصی شمارہ "عرفانِ منزل" سے ماخوذ ہے۔

اپنے بڑوں کا ادب کریں

محرر: بنت محمد اکبر

دین اسلام جہاں ہمیں عملی زندگی کے دیگر رہنماء اصول وضوابط بتاتا ہے جس پر عمل پیرا ہوکر ہم معاشرے میں مثالی کردار ادا کرسکتے ہیں، انہی رہنماء اصولوں میں سے قابل تعریف اصول اپنے بڑوں کے ادب بھی ہے لیکن ہمارا حال تو پہلے کے مسلمانوں کے خلاف پایا جاتا ہے ،،، پہلے کا مسلمان، بہت باادب اور ایک دوسرے کی عزّت و حُرمت کا پاسدار، حسن اخلاق کا آئینہ دار، باادب و حیادار اور سُنّتِ سرکار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی چلتی پھرتی یاد گار ہوا کرتا تھا۔ بیٹا، بیٹی اپنے ماں باپ سے شاگرد اور مرید اپنے استاد و پیر سے آنکھ ملانا تو کُجا، سامنے آنے سے گھبراتے، دوران گفتگو آنکھیں جھکاتے، آواز دباتے اور جو حکم ہوتا بجا لاتے۔ عدم موجودگی میں بھی ادب ملحوظ خاطر رہتا اور بڑوں کو نام سے نہیں القاب سے یاد کرتے تھے ۔ الغرض ہر وقت

مرتبہ و مقام کا لحاظ اور بڑے چھوٹے کی تمیز برقرار رکھتے۔ مگر افسوس! اب ہم میں سے تقریبا ہر ایک ان مدنی اصولوں سے ناواقف، اَخلاق و آداب سے ناآشنا، قوانین شریعت سے ناواقف، خاندانی اور معاشرتی نظام کی تباہی و بربادی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حیائی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ بیٹا باپ سے آنکھوں میں آنکھیں نہیں گریبان میں ہاتھ ڈال کر بات کر رہا ہے۔ بیٹی ماں کا ہاتھ اگرچہ نہیں بٹاتی مگر ماں پر ہاتھ ضرور اُٹھاتی ہے۔ چھوٹے ہیں کہ بااَخلاق نہیں، بڑے ہیں کہ شفیق نہیں، دوست ہیں کہ وفادار نہیں، ہمسائے ہیں کہ مہربان نہیں، بیٹی بد مزاج ہے تو ماں سخت مزاج ہے۔ شاگرد حیادار نہیں تو استاد نیک کردار نہیں۔ علمِ دین سے محرومی اور اچھی صحبت سے دوری کی بنا پر والِدَین اولاد کی اسلامی تربیت کر رہے ہیں نہ بچے ماں باپ کی خدمت کر رہے ہیں۔ الغرض ہماری بے ادبیاں اور بد لحاظیاں ہیں کہ جنہوں نے ہماری گھریلو اور معاشرتی زندگی کو تہ و بالا کر کے تلخ و تُرش بنا دیا،

[بڑوں کا احترام کیجیے امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ صفحہ 22]

جبکہ خود رب تعالیٰ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں صلہ رحمی کا درس دیتے وے، پارہ 4 سُورَۃُ النِّسا ٓء کی آیت نمبر1 میں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے،،

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا[۱]

تَرجَمہ کنزالایمان: اوراللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رِشتوں کا

لحاظ رکھو، بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے،،

اور حدیث مبارکہ میں بھی بڑوں کی تعظیم و توقیر کرنے والوں کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رفاقت کی نوید سنائی ہے،،،

۱. وَقِّـرِالْكَبِيْرَ وَ ارْحَمِ الصَّغِيْرَ تُرافِقُنِيْ فِي الْجَنَّةِ

یعنی بڑوں کی تعظیم و توقیر کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو، تم جنّت میں میری رفاقت پالو گے۔

[شعیب الایمان، باب فی رحم الصغیر و توقیر الکبیر،، 7457، حدیث 10981]

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا،،

تم اپنی مجالس کو عالم کے علم، بوڑھے کی عمر اور سلطان کے عہدے کی وجہ سے کشادہ کر دیا کرو۔"

[کنزالعمال، کتاب الصحبہ من قسم الاقوال، باب الایمان، ج9، رقم 25495، ص66]

کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلاَّ بِالْحُرْمَةِ
وَمَاسَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ

یعنی جس نے جو کچھ پایا اَدب واحترام کرنے کی وجہ سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب واحترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا

ادب کی برکت سے بخشا گیا

ایک مرتبہ ایک گناہ گار شخص دریا کے کنارے پر بیٹھا مُنہ ہاتھ دھو رہا تھا، اسی دوران لاکھوں حنبلیوں کے عظیم پیشوا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہاں تشریف لائے اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر وضو کرنے لگے، جب اس شخص نے دیکھا کہ جس طرف میرے منہ ہاتھ کا دھوون بہہ رہا ہے، اس طرف تو اللہ عز وجل کے ایک بہت

بڑے ولی بیٹھ کر وضو فرمارہے ہیں ،تو اس کے دل نے یہ بات گوارہ نہ کی اور وہ شخص اُٹھ کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دوسری طرف جا کر بیٹھ گیا، جہاں سے ان کے وضو کا استعمال شدہ پانی اس کی طرف آرہا تھا ، اللہ عزوجل کے ولی کے ادب و احترام کا صلہ اُس شخص کو یہ ملا کہ جب اس شخص کا انتقال ہوگیا اور کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اللہ عزوجل نے اپنے ولی حضرت سَیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کی برکت سے مجھے بخش دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج1، ص196)

کروں عالموں کی کبھی بھی نہ توہین
بنادے مجھے باادب یاالٰہی

(وسائل بخشش، ص108)

یقیناً جو لوگ اپنے بڑوں اپنے بزرگوں، کی عزت و احترام کرتے ہیں انہیں اپنے پر فوقیت دیتے ہیں انکی رائے کو تسلیم کرتے ہیں ،انکے تجربات سے مستفید ہوتے ہیں انہیں صلہ رحمی جیسی عظیم سعادت کے ساتھ ساتھ دین و دنیا کے دیگر کثیر فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں، اللہ پاک ہمیں بھی اپنے بڑوں کا ادب کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے،

15، نومبر، 2022

تعلیمات اسلام اور آج کا نوجوان (قسط اول)

محمد اکرام رضا

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین

بعد از حمد و صلوۃ

عام طور پر ہر انسان اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے، ان گنت نشیب و فراز سے دوچار ہوتا ہے، بہت سارے مصائب و حادثات کا شکار ہوتا ہے اور عروج و زوال کی کئی وادیوں کو عبور کرتا ہوا سفر آخرت پر روانہ ہوجاتا ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالی شانہ نے انسانی زندگی کے مختلف مراحل میں سے تین اہم اور نمایاں مرحلوں کا کچھ اس طرح تذکرہ کیا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةًؕ-یَخْلُقُ مَا یَشَآءُۚ-وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ (الروم: ۵۴)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا میں کمزور بنایا پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، وہ جو چاہے بناتا ہے، وہی علم و قدرت والا ہے۔

اس آیت میں انسان کے مختلف احوال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں ایک لوتھڑا تھا، پھر بچہ بن کر پیدا ہوا اور شیر خوار رہا، یہ اَحوال انتہائی ضُعف اور کمزوری کے ہیں۔ پھر تمہیں بچپن کی کمزوری کے بعد جوانی کی قوت عطا فرمائی، پھر جوانی کی

قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے پیدا کرتا ہے اور کمزوری، قوت، جوانی اور بڑھاپا یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے سے ہیں جو ظاہری اسباب کے اعتبار سے ایک طبعی عمل ہے لیکن حقیقت میں ارادہِ الٰہی کی وجہ سے ہے۔ (صراط الجنان)

غور کیا جائے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کے وہ تدریجی احوال بیان فرمائے ہیں، جن میں وہ مجبور محض ہوتا ہے اور اپنے اختیار سے ان حالات میں خود کوئی تبدیلی نہیں لاسکتا، پیدائش کے وقت اس قدر کمزور کہ کسی بھی جان دار کا بچہ اتنا کمزور پیدا نہیں ہوتا، ہر جان دار کا بچہ پیدا ہوتے ہی مختصر وقفے میں چلنے پھرنے لگتا ہے؛ مگر انسان کا بچہ چلنا تو درکنار بیٹھ بھی نہیں سکتا اور چلنے کی نوبت تو ڈیڑھ دو سال بعد آتی ہے۔ پھر اس کے بعد اس پر بلوغت اور جوانی کا دور آتا ہے تو وہ جسمانی طور پر طاقتور اور مضبوط ہوتا ہے، اس کے قوائے عقلیہ، اس کا فہم و شعور سب جوبَن پر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر انحطاط کا دور آتا ہے، قوتیں جواب دینے لگتی ہیں، اعضا مضمحل ہونے لگتے ہیں، کئی طرح کے عوارض اور بیماریاں آگھیرتی ہیں حتیٰ کہ اس کی عقل بھی زائل ہونا شروع ہوجاتی ہے اور یہ سب زندگی کے ایسے مدارج ہیں، جن سے انسان کو نہ کوئی مفر ہے اور نہ ہی وہ ان میں کوئی تبدیلی لاسکتا ہے، انسان لاکھ چاہے کہ بڑھاپے کے بعد اس پر دوبارہ جوانی کا دور آئے مگر ممکنہ کوشش کے باوجود وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ جس تدریج کے ساتھ اللہ تعالی اسے ان مراحل سے گزارتا

ہے، اسے بہر حال گزرنا پڑتا ہے۔

انسانی زندگی کے ان تمام مراحل میں سب سے اہم، قیمتی اور قابل قدر مرحلہ جوانی کا مرحلہ ہے، انسان جوانی کے دور میں بہت سے اچھے کام انجام دے سکتا ہے؛ اس لیے کہ یہ دور انسان کی طاقت اور صلاحیتوں کے عروج کا دور ہوتا ہے، جوانی کا وقت کام کاج، سعی و کوشش اور امید و نشاط کا وقت ہے، انسان کی زندگی میں بہت سی اہم تبدیلیاں اسی دوران رونما ہوتی ہیں اور اسی دوران ہر فرد کی سرنوشت اور اس کے مختلف پہلو متعیّن ہوتے ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں کو قوم و ملت کا قیمتی سرمایہ اور بیش بہا اثاثہ کہا جاتا ہے۔ جس قوم کے نوجوان بیدار و باشعور ہوتے ہیں اس قوم کا مستقبل محفوظ ہوتا ہے، اس کے برعکس جس قوم کے نوجوان غیر فعال اور تن آسانی کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ قوم کبھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ نوجوانوں کا فعال کردار ہی قومی ترقی کا ضامن ہے اور نوجوان نسل ہی صحیح معنوں میں کسی قوم کی افرادی قوت ہے۔

جوانی کا مرحلہ ایسا مرحلہ ہے جس کو عمر کا سنہرا موقع باور کیا جانا چاہیے؛ اس لئے کہ جوانی کے ایام تو وہ ایام ہوا کرتے ہیں جن میں انسان پورے طور پر صحت وعافیت اور ہر طرح کی حرکت و نشاط سے مالامال ہوتا ہے؛ لہذا اسے دینِ اسلام کی بھرپور خدمت اور اس کی طرف پوری توجہ مرکوز کرنے اور اچھے کاموں کی انجام دہی نیز حصول علم اور زندگی کے مختلف میدانوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور اعلائے کلمۃ اللہ تعالی کی خاطر صرف کرنا چاہیے۔ دین

برحق، اسلام بھی اسی چیز کا تقاضا کرتا ہے

اسلام میں جوانی کی اہمیت

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالی اُن نوجوان کی جوانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے جنھوں نے وقت کے ظالم حکمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر رب العالمین پر ایمان لاتے ہوئے حق پرستی کا اعلان کیا تھا

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى (الکھف ۱۳)

ترجمہ: ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی۔ (کنزالایمان)

اسی طرح امت مسلمہ کے قائدِ اول و مرشدِ اعلیٰ اور مربئ اعظم، نبیِ رحمت و شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جابجا احادیث میں جوانی کے نیک اعمال اور ان پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی خبر دیتے ہوئے نوجوانی کے اس نازک مرحلہ کی طرف خصوصی توجہ مرکوز فرمائی ہے چنانچہ صحیحین کی ایک حدیث کے اندر اس بات کا خصوصی تذکرہ ہے جس میں لوگوں کی ان 7 قسموں کے ضمن میں اس نوجوان کا بھی تذکرہ فرمایا، جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عدل پرور حاکمِ وقت کی طرف توجہ مرکوز کرانے کے فوراً بعد فرمایا ہے کہ

''وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ''

ترجمہ ''اور ایسا نوجوان اللہ کی

اطاعت وفرمانبرداری میں جس کی نشوونما ہوئی ہو"

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "مستدرک" میں اس حدیث کو نقل کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "5 چیزوں کو 5 چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔" اور ان 5 چیزوں کے ضمن میں فرمایا:

"(اغْتَنِمْ) شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ"

"بوڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت جانو!۔"(مستدرک)

بلکہ اس سے بھی آگے آئیں تو نبی کریم کی حدیثِ صحیح کو امام ترمذی رحمہ اللہ القوی نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں نقل کیا ہے جس میں اس مرحلہ میں غفلت کے انجام کار سے ڈرایا گیا ہے اور انسان کی اس کی جوانی کے سلسلہ میں اس نازک مرحلہ کی جانب توجہ مرکوز کرانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ اس سے اس کی نوجوانی کے بارے میں حساب وکتاب ہوگا۔

بالخصوص نوجوانوں سے ایام شباب کے بارے میں اور اس میں بھی ان کے تصرفات کے بارے میں سختی کے ساتھ پوچھ گچھ ہوگی اور قیامت کے دن اس سلسلہ میں میزان پر ان کی جانچ پڑتال ہوگی۔ نیزان کی نوجوانی کے ایام کو کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جائے گا اسی لئے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

"قیامت کے دن کسی بندے کے زمین کے اوپر سے اس وقت تک قدم اٹھ نہ سکیں گے جب تک کہ وہ 4 سوالوں کے جواب نہ دیدے، ان 4 سوالوں میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ

"(يُسْأَل) عَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ"

"اپنی جوانی کو کس نوعیت سے گزارا۔"

مؤرخین اور سیرت نگاروں کے مطابق ابتدائے اسلام میں تعلیمات اسلامی نے نوجوانوں پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، کائنات کی تاریخ میں صحابہ کرام کی نوجوان جماعت نے اپنے کردار واخلاق سے قیامت تک آنے والی نسلوں کو متاثر کیا ہے، جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عاجز و قاصر ہے

جوانی کی یہی وہ عمر ہے جس میں حضرت اسامہ بن زید نے قیادت کی ذمہ داری سنبھالی۔ یہی وہ عمر ہے جس میں حضرت خالد بن ولید نے بارگاہِ نبوت سے سیف اللہ کا لقب حاصل کیا۔ دورِ شباب ہی میں حضرت علی، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عمار بن یاسر اور عبادلہ (جن میں ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور ابن عمرو بن العاص ہیں) نے اللہ کے رسول ﷺ سے شانہ بشانہ عہد وپیمان باندھا۔ اسی عمر میں امام غزالی جیسے مجدد، علوم کی گہرائیوں میں اترے، اسی دور شباب میں صلاح الدین ایوبی، اور محمد بن قاسم نے اسلامی تاریخ کو اپنے کارناموں سے منور کیا۔

اسی دور شباب میں سنیوں کی جان، قندھار کے غیرت مند پٹھان، امام احمد رضا خان نے باطل فکروں کی سرکوبی میں اپنے قلم سے دریائیے علم جاری فرما کر فِرق ضالّہ کے مکر وفریب کو خوب واضح کیا۔

اسی عمر رواں میں چراغِ علم روشن کرنے کے ساتھ ساتھ، نوجوانانِ امت مسلمہ کو ناموس خاتم النبیین ﷺ پر اپنا

سب کچھ قربان کرنے کا درس دے کر ایک انقلابی سوچ کو جنم دینے والی ہستی کو آج دنیائے اسلام امیر المجاھدین علامہ خادم حسین رضوی کے نام سے یاد کرتی ہے

اور اپنی عمر عزیز میں امت مسلمہ کے اندر سنت مصطفی ﷺ پر عمل کا جذبہ بیدار کر کے بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں کو عشق مصطفی کے جام پلانے اور بے شمار شعبہ ہائیے زندگی میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے ایک عالمگیر تحریک قایئم کرنے والی ہستی کو آج دنیا "امیرِ اہلسنت، آفتابِ قادریت، ماہتابِ رضویت، مولانا الیاس عطار قادری" کے نام سے یاد کرتی ہے

مگر آہ!...

ایک طرف ہماراشان دار ماضی نوجوانوں کے عمدہ کارناموں، بے مثال قربانیوں اور مختلف دینی وملی خدمات سے روشن و تاباں ہے اور دوسری طرف دورحاضر کے نوجوانوں کی تن آسانی، عیش کوشی، کسل مندی اور ذمہ داریوں سے فرار و دوری، درد مندانِ قوم وملت کو خون کے آنسو رلا رہی ہے۔ اگر عصر حاضر کے نوجوانوں، اور ان کی مصروفیات، خواہشات اور تمناؤں کا موازنہ عہد رسالت کے نوجوانوں، ان کی مشغولیات اور جذبات سے کیا جائے تو حد درجہ تکلیف دہ صورت حال سامنے آتی ہے۔ دونوں میں زمین وآسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ کہاں عصر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوانوں کا جذبۂ تعلیم وتعلم، جذبہ عبادت اور کہاں عصر حاضر کے نوجوانوں میں منشیات کی لت، بیکاری وکام چوری کی عادت اور تباہ کن کھیلوں کا شوق ؟؟۔

عصر حاضر کے نوجوان، دین سے کس قدر دور ہوتے جارہے ہیں، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ ان سے پنج گانہ نمازوں کے معمولی احکام دریافت کریں، دین کے متعلق بنیادی باتیں پوچھیں تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں، ایک وہ دور تھا کہ عہد رسالت کے بچے بچے کی زبان پر قرآن کا ورد ہوتا تھا، وہ غیر معمولی حد تک دینی امور سے واقف ہوتے تھے، ایثار و قربانی ان کی گھٹی میں پڑی ہوتی تھی؛ مگر افسوس، آج دین و دنیا کے دونوں میدان مسلمانوں کی پس روی و پس گردی کا شکوہ کررہے ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو اسلام کی تعلیمات کی طرف راغب کیا جائیے اور غور و فکر کی دعوت دی جائیے کہ اے نوجوانوں! جاگو

غور کرو، تمہارا ماضی کیا رہا ہے؟ تمہارے اسلاف کون تھے؟ تمہارا تعلق کس قوم سے ہے؟ اور کن لوگوں نے تمہیں اپنی آغوش میں پالا پوسا ہے؟ وہ قوم جو دنیا کی حکمرانی اور جاہ و حشمت کو اپنی جوتیوں تلے روندتی تھی، جس کے قدموں میں کئی سارے تاج پڑے رہتے تھے، جس قوم نے کبھی اپنی خودی کا سودا نہیں کیا۔ اس قوم کو اب تمھاری ضرورت ہے

جاری ہے۔۔۔

علما اور کاروبار

محرر محمد عادل رضا

فی زمانہ علما کی ایک تعداد ہے جو معاشی لحاظ سے مضبوط نہیں ہے کیونکہ مساجد و مدارس کی تنخواہیں کم اور سہولیات نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگرچہ یہ عوام کے ذمہ داری ہے کہ اپنے علما کی ضرورتوں کو پورا کریں کیونکہ علما بھی ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے، ان کی اور ان کی آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنے اور ان کو علم دین کے نور سے روشن کرنے اور دین کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں اگر وہ معاشی لحاظ سے مضبوط نہیں ہوں گے تو معاشی بے فکری نہ ہونے کے سبب وہ فائدہ جو دین کو ان علما سے پہنچنا چاہیے تھا، شاید وہ فوائد ان سے حاصل نہ ہو پائے

البتہ یہ بات واضح ہے کہ پوش علاقوں میں کسی حد تک علما کے لیے سہولیات میسر ہیں (اللہ کریم مزید ترقی عطا فرمائے)

لیکن ایک بہت بڑا طبقہ وہ ہے جنہیں وہ سہولیات میسر نہیں ہیں اور نہ ہی مستقبل قریب میں ان کے بہتر ہونے کی کوئی امید ہے۔

تو اب اگر ہم اس مسئلہ کے حل کی طرف آئیں اور معاشی لحاظ سے تھوڑی کوشش کر لیں تو ہمیں کاروبار وہ بہترین ذریعہ نظر آتا ہے کہ جسے انبیا، صحابہ اور بزرگان دین نے اختیار فرمایا ہے لہذا اسلام اور شریعت کے وسیع دائرے میں رہ کر علما کسی پاک، حلال اور باوقار شے

کے کاروبار کو شروع کرلیں تو نہ صرف ان کے معاشی حالات کی درستی ہوسکتی ہے بلکہ اس سے معاشرہ پر بھی بہت اچھا اثر پڑسکتا ہے کیونکہ جب علما کاروبار کریں گے تو جھوٹ نہیں بولیں گے ، دھوکہ نہیں دیں گے، خیانت نہیں کریں گے اور حدیث پر عمل کی نیت سے منافع میں میانہ روی کا لحاظ کریں گے تو لوگوں کا علما کی طرف رجحان مزید بڑھے گا اور لوگ صرف کاروبار کی حد تک ہی محدود نہ رہیں گے بلکہ اپنے دیگر معاملات میں بھی علما سے رہنمائی لیں گے

اور کاروبار میں جتنی خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں تو ان کا متبادل جائز طریقہ اختیار کرکے علما ان عوام الناس کے کاروبار کو جائز بھی کرسکتے ہیں جس سے انہیں رزق حلال میسر ہوگا

اب ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ کاروبار کے لیے تو بہت سارا پیسہ چاہیے ہوتا ہے اور وہ تو ہمارے پاس نہیں ہے تو ہم کیسے کاروبار شروع کرسکتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ بڑی جمپ لگانے کے لیے پہلے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھتے ہیں اور پھر بڑی جمپ لگتی ہے اسی طرح آپ کے پاس جتنے بھی وسائل ہیں انہیں کاروباری لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد کاروبار میں لگائیں ان شاءاللہ عزوجل ترقی ضرور ہوگی.

اللہ دیکھ رہا ہے

محمد عادل رضا قادری حنفی

اللہ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں حضرت انسان بنایا مسلمان کیا اور میرے ہاتھوں میں دامن رحمت عالمیان عطا فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ایمان والے بندوں تم اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اس کی نافرمانی سے خود کو بچا کر اپنے رب کے عذاب سے ڈرو

تقوی و پرہزر گاری کا حکم دیا، کہ انسان تقوی و پرہزر گاری کا پابند رہے گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہزگاری کو پاکی سے تشبیہ دی

آج چاہے اسکول یا کالج ہوں، مساجد یا مدارس ہوں، حفاظتی مقامات یا شفاخانے ہوں، ریلوے اسٹیشن یا پولیس اسٹیشن ہوں، کچہری یا اسمبلی ہو اسی طرح تمام حساس جگہوں کے آس پاس ایک جملہ لکھا ہوا دیکھنے کو ملتا ہے آپ کیمرے کی نگاہوں میں ہیں یا cc tv کی نگاہوں میں ہیں یا کیمرا آپ کو دیکھ رہا ہے کیمرہ اور لوگوں کے ڈر سے انسان کسی بھی قسم کی نامناسب حرکت نہیں کرتے

آج ہم گناہ اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ کوئی ہمیں دیکھ تو نہیں رہا اور رب کائنات سے نہیں ڈرتے، گناہ کرتے وقت چھوٹے بچے سے بھی ہم شرم و حیا کرتے ہیں لیکن اپنے خالق و رازق (جو ہر وقت دیکھ رہا ہے) سے اُس کی نافرمانی اور بغاوت کرتے ہوئے

ہمیں شرمندگی اور ندامت کا احساس تک نہیں ہوتا

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب نامی کتاب میں لکھتے ہیں:

حضرتِ سیدنا فرقد سنجی رَحْمَۃُ الله تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُنافِق جب دیکھتا ہے کہ اُسے کوئی (آدمی) نہیں دیکھ رہا تو وہ گُناہ کر ڈالتا ہے۔ افسوس! کہ وہ اِس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔

امام غزالی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں "ایک دانشمند کا قول ہے کہ انسان جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے، اگر اتنا جہنم سے ڈرتا تو دونوں سے نجات پالتا اور جتنی اسے دولت سے محبت ہے اگر جنت سے اسے اتنی محبت ہوتی تو دونوں کو پالتا اور جتنا ظاہر بل لوگوں سے ڈرتا ہے اگر اتنا باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو دونوں جہانوں میں سعد شمار ہوتا

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ساری مخلوق سے باخبر ہے

وہ مالک ہمیں دیکھتا بھی اور ہماری باتیں بھی سنتا ہے اور ہمارے دل کی باتوں سے بھی واقف ہے

آیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

اللہ ارشاد فرماتا ہے

یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا (النساء آیت ۱۰۸)

آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے اور اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویزتے ہیں جو

اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے

فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰى: تو بیشک وہ آہستہ آواز کو جانتا ہے اور اسے (بھی) جو اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔}

''وَ اللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَ مَا تَكۡتُمُوۡنَ'' (مائدہ:۹۹)

ترجمہ کنزُالعِرفان: اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو۔

''يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَ مَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ'' (مومن:۱۹)

ترجمہ کنزُالعِرفان: اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔

''اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ''
(حم السجدہ:۴۰)

ترجمہ کنزُالعِرفان: تم جو چاہو کرتے رہو ۔بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں ہر بندے کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ وہ خفیہ اور اِعلانیہ، ظاہری اور باطنی تمام گناہوں سے پرہیز کرے کیونکہ کوئی ہمارے گناہوں کو جانے یا نہ جانے اور کوئی انہیں دیکھے یا نہ دیکھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے جو دنیا میں کسی بھی وقت اس کی گرفت فرما سکتا ہے اور اگر اس نے دنیا میں کوئی سزا نہ دی تو وہ آخرت میں جہنم کی دردناک سزا دے سکتا ہے۔

(تفسیر صراط الجنان، سورہ طہٰ، آیت ۷)

اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ عَزَّوَجَلَّ سے چھپا ہوا نہیں تو گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ قرآنِ پاک میں جگہ جگہ اسی چیز کے ذریعے لوگوں کو گناہوں سے رکنے کا حکم دیا ہے کہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے۔ اس جملے کا اگر کوئی شخص مراقبہ کرلے اور اسے اپنے دل و دماغ میں بٹھالے تو گناہوں کا علاج نہایت آسان ہوجائے گا۔

یہ احساس بہت بہتر و اَفضل ہے جو انسان کو روزے میں سخت گرمی اور پیاس کی حالت میں بھی پانی کی طرف ہاتھ بڑھانے سے روکے رکھتا ہے،اِسی کی برکت سے ظالم ظلم سے باز آجاتا ہے نوجوان بڑوں کا ادب کرنے لگتے ہیں شوہر کو بیوی کے اور بیوی کو شوہر کے حقوق کی فکر دامن گیرہوجاتی ہے، غرض جلوت کے ساتھ خلوت میں بھی وہ انسان گناہوں سے دور رہتا ہے،"اللہ دیکھ رہا ہے"

مراقبہ کا معنی اور اس کی حقیقت

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : مراقبہ کا معنی ہے نگہبانی کرنا،جس طرح اپنا مال شریک کے حوالے کرکے شرط رکھی جاتی ہے اور عہد و پیمان کے بعد بھی بے خبر ہوکر نہیں بٹھ رہتے اسی طرح ہر وقت نفس کی خبرگیری کرتے رہنا بھی ضروری ہے کیونکہ اگر تم اس سے غافل ہوگئے تو وہ کاہلی اور خواہشات کو پورا کرنے کے سبب پھر سے سرکش ہوجائے گا۔ مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات پر کامل یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر فعل اور ہر خاال سے واقف ہے اور اس سے کسی بات کا کوئی پہلو پوشیدہ نہیں ہے ،لوگ اگر صرف اس کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن دونوں کو دیکھتا ہے۔ جس نے یہ بات سمجھ لی اور یہ آگہی اس کے دل پر غالب آگئی تو اس کا ظاہر و باطن زیورِ ادب سے

آراستہ ہو جائے گا۔

ترغیب کے لئے دو واقعہ ملاحظہ فرمائیں

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں تین سال کی عمر کا تھا کہ رات کے وقت اٹھ کر اپنے ماموں حضرت محمد بن سوار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو نماز پڑھتے دیکھتا۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا تو اس اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا جس نے تجھے پیدا کیا ہے؟ میں نے پوچھا: میں اسے کس طرح یاد کروں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جب لیٹنے لگو تو تین بار زبان کو حرکت دیئے بغیر محض دل میں یہ کلمات کہو: ''اَللّٰہُ مَعِیَ، اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ، اَللّٰہُ شَاہِدٌ'' اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے ساتھ ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ مرا گواہ ہے۔

حضرت سہل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں) میں نے چند راتیں یہ کلمات پڑھے اور پھر ان کو بتایا، انہوں نے فرمایا: ہر رات سات مرتبہ یہ کلمات پڑھو، میں نے ایسا ہی کیا اور پھر انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: ہر رات گیارہ مرتبہ یہ کلمات پڑھو۔ میں نے اسی طرح پڑھا تو مجھے اپنے دل میں اس کی لذّت معلوم ہوئی۔ جب ایک سال گزر گیا تو میرے ماموں نے کہا: میں نے جو کچھ تمہیں سکھایا ہے اسے یاد رکھو اور قبر میں جانے تک ہمشہ پڑھنا، یہ تمہیں دنیا و آخرت میں نفع دے گا۔ میں نے کئی سال تک ایسا کا تو میں نے اپنے اندر اس کا مزہ پایا، پھر ایک دن میرے ماموں نے فرمایا: اے سہل! اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ ہو، اسے دیکھتا ہو اور اس کا

گواہ ہو، کیا وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے؟ تم اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر رکھو۔

حضرت اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تاکہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی کہ ”بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو۔ لڑکی یہ سن کر بولی ”امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حکم جاری فرمایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے یہ سن کر کہا: بیٹی! اب تو تمہیں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔ لڑکی نے یہ سن کر کہا: ”خدا کی قسم میں ہر گز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگر چہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہیں دیکھ رہے، لیکن میرا رب عَزَّوَجَلَّ تو مجھے دیکھ رہا ہے، میں ہر گز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس لڑکی کے شادی شدہ ہونے کے بارے میں معلومات حاصل کی تو پتا چلا کہ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس لڑکی کے

گھر اپنے صاحبزادے حضرت عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے شادی کے لئے پیغام بھیجا تو انہوں نے بخوشی قبول کرلیا۔ اس طرح حضرت عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شادی اس لڑکی سے ہوگئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت ہوئی!

(تفسیر صراط الجنان، الرعد ۱۳)

بچوں کے لئے ایک دلچسپ کہانی

محرر: منیر احمد اشرفی

زاہد صاحب ایک اسکول میں پڑھایا کرتے تھے، پیریڈ پڑھا کر باقی ماندہ وقت میں وہ بڑے نفیس اور شائستہ انداز سے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں کچھ نہ کچھ دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں سنایا کرتے۔

حسب معمول آج بھی پیریڈ پڑھا کر فارغ ہوئے تو ایک نظر بازو پر بندھی گھڑی پر ڈالی تو دیکھا کہ ابھی پیریڈ ختم ہونے میں تقریباً دس منٹس باقی ہیں۔

آج انہوں نے کتاب کا مطالعہ کرنے کے حوالے سے بچوں کو بتانا تھا کہ کتب بینی کرتے کرتے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ ہمارے اندر چھپی ہوئی کمزوریوں، خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ ایک خاموش ناصح ہے، ایسا ناصح جو ہمیں گاہے بگاہے نصیحت بھی کرتا رہتا ہے۔

زاہد صاحب نے ایک لمبی سانس لی اور اپنی گفتگو کا آغاز کچھ اس طرح سے کیا بچو!!!! میرے ایک دوست تھے، میں ان سے بہت زیادہ ملاقات کیا کرتا تھا، ہمارا آپس میں بہت زیادہ پیار تھا۔ ایک دن ان کے پاس ملاقات کے لیے گیا تو پاس ہی *سیدنا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی* قدس سرہ العزیز کی کتاب "*گلستان سعدی*" رکھی ہوئی دیکھی۔

ایک جگہ سے اتفاقاً کتاب کھولی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس طبیب نے میری ایک بیماری پکڑ لی اور نہ صرف بیماری کی تشخیص ہوئی بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے میرے لیے علاج بھی تجویز ہو گیا یہ سب کچھ اچانک سے ہی وقوع پذیر ہوا۔ اس نے جو میری خامی تھی وہ مجھے دکھائی اور بتلایا کہ

بہ دیدار مردم شدن عیب نیست
ولیکن نہ چندانکہ گویند بس

مفہوم: کسی کی ملاقات کے لیے جانا عیب نہیں ہے مگر اتنا نہ جانا چاہیے کہ اگلا بندہ تنگ آکر یہ کہہ دے کہ بس معاف کیجیے ہماری جان چھوڑیے۔۔۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور جان جاناں ﷺ نے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ناغہ کر کے ملا کرو ایسا کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔۔۔
[کنزالعمال، رقم الحدیث:24773 ، دارالکتب العلمیہ بیروت]

طبیب (کتاب) کی جانب سے میرا علاج تجویز ہوا کہ اگر تو دوستی کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ پیار و محبت کا سلسلہ یونہی چلتا رہے تو بس پھر اب سے ملاقات کم کرنا۔

آخر میں طبیب نے یہ کہہ کر مجھے

اجازت دی:

بہت ہی غور سے سنتا ہوں دل کی دھڑکن کو
یہ اک صدا سبھی اصوات سے زیادہ ہے

ایک اور بات کی اس بات نے دل پر کاری ضرب لگائی

بہ دریا در منافع بے شمار ست
مگر خواہی سلامت بر کنار ست

مفہوم: دریا میں یوں تو منافع بے شمار ہیں لیکن اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو کنارے پر ہی رہو۔۔۔۔

اور پھریوں میں اپنا سا منہ لیے وہاں سے رخصت ہوا۔

چند ایک معروضات:

گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیرؔ
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

حدیث شریف میں ہے کہ

«خیر الامور اوسطها»

بہترین کام وہ ہوتے ہیں جو اعتدال پر مبنی ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:35128)

(بحوالہ سیرت نبوی اور مسائل حیات، ص53)

ہر چیز کی بہتات میں نقصان بہت ہے
شدت سے کسی شخص کو چاہا نہ کریں گے
بڑھاؤ نہ آپس میں الفت زیادہ
مبادا کہ ہو جائے نفرت زیادہ

تو بچو! آج ہم نے کیا کیا سیکھا؟

ایک بچہ کھڑا ہوا اور ساری گفتگو کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرنا شروع ہو گیا

(1). کتاب بہترین طبیب ہے۔

(2). کتاب پڑھتے ہوئے جن باتوں کی ہم اپنے اندر کمزوری یا کمی محسوس کرتے ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

(3). زیادہ ملاقاتیں نہیں کریں گے بلکہ

ہفتے، دس دن بعد ا سپیشلی دوستوں سے ملاقات کریں گے۔

(4). کسی پر زیادہ بوجھ نہیں بنیں گے کہ ہمارا دوست آزمائش میں مبتلا ہو جائے اور یوں یہ دوستی کا سلسلہ موقوف ہو جائے۔

(5). ہر چیز اعتدال میں ہی اچھی لگتی ہے۔

شاباش! زاہد صاحب نے اس بچے کو خوب داد و تحسین اور دعاؤں سے نوازا کیونکہ اس نے کافی حد تک سب باتوں کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیا۔

بچے ان سب باتوں کو نہایت دلچسپی کے ساتھ سن رہے تھے کہ اسی اثناء میں گھنٹی بجنے لگ پڑی اور یوں زاہد صاحب کا پیریڈ ختم ہو گیا۔ انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور دعائیں دیتے ہوئے اگلی کلاس کی جانب چل دیے۔

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی

از قلم بنتِ یوسف

دعا کے آداب کو پیشِ نظر رکھیئے

دعا کی اہمیت و فضیلت کے پیشِ نظر اس کے آداب کا جاننا اور دورانِ دعا انہیں بجالانا ضروری ہے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کو دنیوی بادشاہ یا کسی بھی عہدہ دار وغیرہ سے کوئی غرض یا حاجت ہو تو انتہائی آداب و احترام اور توجّہ کے ساتھ اس کو اپنی درخواست پیش کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اگر لاپرواہی اور غفلت سے کام لیا تو بات نہیں بنے گی۔ غور تو کیجئے جب دنیوی بادشاہوں انکے درباروں اور عہدہ داروں کے پاس جانے کے آداب بجالانے کا یہ عالم ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جو بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہے ، اسکی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنے میں کس قدر اہتمام ہونا چاہیے۔

یہ ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا جب بھی دعا مانگیں تو انتہائی توجّہ اور یکسوئی کے ساتھ دعا کے آداب بجا لاتے ہوئے مانگئے ان شاءاللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

کن باتوں کی دعا کرنا منع ہے؟

دعا کرنے والے کو یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے کیا مانگنا ہے اور کس طرح مانگنا ہے؟ بسا اوقات ممنوع و ناجائز چیزوں کی دعا مانگی جارہی ہوتی ہے اور کبھی تو دعا

جائز چیزوں کے متعلق ہوتی ہے مگر الفاظ ایسے استعمال کئے جاتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہوتے اور کبھی عافیت مانگنے کے بجائے آفت مانگی جارہی ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دعا مانگنے والے شخص کو یہ کہتے سنا "الٰہی !میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں "فرمایا "تو آفت مانگ "رہاہے، اللہ سے عافیت مانگ

(ترمذی، کتاب الدعوات، حدیث، 3538)

اس حدیث پاک کہ تحت مشہور مفسر، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ دعا کے الفاظ بھی اچھے چاہیئں اور نیت بھی اعلیٰ وہاں الفاظ کے ساتھ نیت بھی دیکھی جاتی ہے

مراۃ المناجیح، 40/4

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی مسلمان نہیں جو کوئی ایسی دعا مانگے جس میں نہ گناہ ہو نہ قطع رحمی 1۔ مگر للہ تعالیٰ اسے تین میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو اس کی دعا یہاں ہی قبول کرلیتا ہے 2 یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ کردیتا ہے 3 یا اس جیسی مصیبت ٹال دیتا ہے 4۔ صحابہ نے عرض کیا تب تو ہم خوب زیادہ دعائیں کریں گے فرمایا رب کی عطا بہت زیادہ ہے۔ 5 (احمد)

شرحِ حدیث

1۔

یعنی اس دعا میں نہ تو لازم گناہ ہو نہ متعدّی، مثلًا کہے کہ فلاں اجنبیہ سے وصال نصیب کر یا مجھے دولت دے تاکہ میں اپنے عزیزوں کو اپنا غلام بنا کر رکھوں کہ ایسی دعائیں ممنوع ہیں۔

2

کہ اس کی منہ مانگی مراد جلد یا کچھ دیر سے دے دیتا ہے۔

3

کہ دنیا میں تو اس کی مراد پوری نہیں کرتا مگر آخرت میں اس کے عوض اس کے گناہ معاف فرمادے گا اس کے درجے بلند کردے گا۔

4

معلوم ہوا کہ دعا سے رد بلا ہوتا ہے اس لیے مراد پوری نہ ہونے پر ملول نہ ہونا چاہیئے۔

5

کہ اگر سارا جہاں ہمیشہ دعائیں مانگے تو رب تعالٰی کے ہاں سے محروم *نہ ہوں گے مگر۔*شعر

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

[مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:3 حدیث نمبر:2259]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے دعا کرو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے 1 اور جان رکھو کہ اللہ غافل و لاپرواہ کی دعا قبول نہیں فرماتا 2)ترمذی(اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

شرحِ حدیث

1

یعنی دعا کرتے وقت یہ یقین کرلو" کہ رب تعالٰی اپنے کرم سے میری یہ دعا ضرور قبول کرے گا اس میں لطیف اشارہ اس جانب بھی ہے کہ دعا کے وقت تمام شرائط قبول اور آداب دعا پورے کرو جس سے تمہارے دل کو قبولیت کا یقین خود بخود ہو جائے پھر ساتھ ہی اس کے کرم سے امید رکھو

اللہ تعالیٰ آس والوں کو ناامید نہیں فرماتا اس کا نام ہے رجاء السائلین

از مرقات ولمعات

2

قبولیت دعا کی بہت سی شرطیں " ہیں، جن میں سے بڑی اہم شرط دل لگنا ہے اسی لیے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دعا مانگنے کے وقت دل اور طرف ہو منہ اور طرف ہاتھ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پھیلے ہوں، خیال بازار وغیرہ میں ہو تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ قبولیت دعا اس شرط سے ہے کہ ہاتھ، زبان، دل دھیان سب کا مرکز ایک ہی یعنی بارگاہ الٰہی

مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:3 حدیث نمبر:2241

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے 1 جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا یارسول اللہ جلد بازی کیا ہے فرمایا یہ کہ کہے میں نے دعا مانگی اور مانگی مگر مجھے امید نہیں کہ قبول ہو لہذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے 2 مسلم

شرحِ حدیث

1

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی دعا نہ مانگے کہ خدایا مجھے شراب پینا نصیب کریا فلاں کو قتل کردینے کا موقع دے، نیز جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم ہے ان کے توڑنے کی دعا نہ کرے کہ خدایا مجھے میرے باپ سے دور رکھ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ ناممکن چیزوں کی دعا مانگنا بھی منع ہے جیسے خدا

مجھے دنیا میں ان آنکھوں سے اپنا دیدار کرادے یا فلاں مسلمان کو ہمیشہ دوزخ میں رکھ یا فلاں کافر کو بخش دے اسی لیے کفار و مرتدین کو مرحوم مغفور یا رحمۃ اللہ علیہ کہنا جرم ہے، مطلب حدیث کا یہ ہے کہ قبولیت دعا کی ایک شرط یہ ہے کہ ناجائز چیزوں کی دعا نہ کرے ورنہ قبول نہ ہوگی۔

2

یعنی قبول دعا کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر قبول دعا میں دیر لگے تو نہ دل تنگ ہو نہ رب تعالٰی کی رحمت سے مایوس، دیکھو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی دعا کہ خدایا فرعون کو ہلاک کردے چالیس سال کے بعد قبول ہوئی یعنی قبول کا اظہار اتنے عرصہ بعد ہوا، یعقوب علیہ السلام فراق یوسف علیہ السلام میں چالیس یا اسی سال تک روئے مگر رب تعالٰی کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے بلکہ اپنے بچوں سے فرمایا "وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" اے بچو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ غرضکہ ہر کام کا ایک وقت ہے، دعا مانگے جائے، مانگنا بندے کا کام ہے دینا رب تعالٰی کا کام اپنے کام کو اس کے کام پر موقوف نہ کیجئے

قبول دعا کی بہت قسمیں ہیں، مدعا مل جانا، دعا کی برکت سے کوئی آفت ٹل جانا دعا کا ثواب مل جانا، درجات بلند ہوجانا، جو کچھ ہوجائے ہمارا مدعا حاصل ہے

[مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:3 حدیث نمبر:2227]

اعلی حضرت کے اشعار کی تشریح

انتخاب۔ دانیال رضا مکی

مؤمن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

شرح

انسان جب مومن و مسلمان ہو کر حضور علیہ السلام کا محب و مطیع ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی بھی اس مسلمان سے محبت فرمانے لگتا ہے۔ اور منکر رسالت جب حضور علیہ السلام سے انحراف کرتا ہے اور ان کا باغی ہو جاتا ہے تو اس کی یہ بغاوت در حقیقت اللہ تعالی سے بغاوت ہے۔ اسی طرح دونوں کا نتیجہ بھی الگ ہے کہ مومن کا ٹھکانہ جنت اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

استدلال

پہلے مصرعے کی دلیل

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 31)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔۔۔

اس آیت کے تحت مفتی قاسم عطاری صاحب تفسیر صراط الجنان میں لکھتے ہیں کہ "اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا ہو اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

اطاعت اختیار کرے"

دوسرے مصرعے کی دلیل

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الۡاَذَلِّیۡنَ (المجادلۃ:20)

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

اس آیت کے تحت مفتی قاسم عطاری صاحب تفسیر صراط الجنان میں لکھتے ہیں کہ " اس سے معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے کیونکہ زمانۂ رسالت کے کفار و منافقین اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتے تھے بلکہ کافر تو کفر بھی یہ سمجھ کر کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے، البتہ وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخالفت فرمایا ہے۔

مسئلے دو مقصد ایک

نبی پاک علیہ السلام کی شان کا کیا کہنا کہ جو آپ کی غلامی اختیار کرے تو اس خوش بخت کو مبارک ہو کہ اللہ تعالی اس کا چاہنے والا ہو گیا اور جو بدبخت آپ علیہ السلام سے منہ موڑے تو وہ یقین کر لے کہ اللہ تعالی نے اس سے منہ موڑ لیا اب اگر چہ اللہ کی بندگی کرے ہزار بار اللہ تعالی کو راضی کرے اسے لعنت اور پھٹکار کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو گا

سجدۂ آدم سے دراصل حضور علیہ السلام کے نور کی تعظیم مقصود تھی

جیسا کہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں *ان الملئکة امروا بالسجدة لآدم لاجل نور محمد ﷺ

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرشتوں کو سجدہ کا حکم اسلیے ہوا کہ

آپ کی پیشانی پہ نور محمدی جلوہ گر تھا
اللہ کے اس حکم پہ تمام ملائکہ یہاں
تک کہ سردارِ ملائکہ حضرت جبرائیل
علیہ السلام نے بھی سجدہ کیا اور ایک
ابلیس نے نہ کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ
ابلیس حضور علیہ السلام کی تعظیم کا منکر
ہوا تو ملعون ہوا اور ہے اور تاقیامت
رہے گا حالانکہ وہ اللہ کی ذات کا منکر
نہیں ہے۔

اکثر حصہ مفسر اعظم پاکستان مفتی
فیض احمد اویسی صاحب رحمہ اللہ کی
تصنیف *الحقائق فی الحدائق المعروف
شرح حدائق بخشش* سے لیا گیا ہے

شادی اور معاشرے کے بے سود تقاضے۔

از قلم: سگِ عطار نعیم رضا

آج کل معاشرے کے جیسے احوال
و اطوار ہیں اور جو واقعات سر نما ہوئے
ہیں اور ہو رہے ہیں ان سے ہر شخص با
خوب واقفیت رکھتا ہے، تقریباً عصرِ حاضر
کے علما و محدثین نے اس پر کلام بھی کیا
ہے کہ معاشرے کے کون کونسے بے
سود و خلافِ شرع تقاضات و رسومات،
اطوار اور خرافات ہیں، اور ان کا کیا کیا
حل ہے وغیرہ وغیرہ۔
اب ان کا تذکرہ کرنا ایک عبث و
بیکار سمجھا جاتا ہے لیکن حال میں ہی ایک
فتنہ جو کہ مُوجبِ فساد بھی ہے اٹھا ہے

جس کا سدِّ باب کرنا ضروری سمجھا جارہا ہے، قطع نظر اس کہ اہل علم و ادب طبقہ نے اس پر قیل و قال اور کلام کیا ہے کہ کیسے بھی ہو یہ فتنہ جڑ سے ختم ہو، لیکن میں نے اپنے لئے ایک اہم فریضہ سمجھا کہ اس پر کسی طرح بھی کلام ہونا چاہئے۔

اسلام و شریعت نے نکاح کو بلکل سہل اور آسان بنایا اور دکھا کر بتایا بھی ہے،

شادی اور معاشرے کے بے سود تقاضوں میں سے ایک بڑا فتنہ جو کہ معروف بھی ہے "مطالبۂ جہیز" کہ یہ ایک ایسا فتنہ برپا ہوا کہ جس نے لاکھوں گھروں کے رشتوں کو رُوکا ہوا ہے، اس کے بارے میں یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ اب ایک تعدد ہوگئے ہے کہ لوگ اس فتنہ کے شکار ہورہے ہیں، بس اللہ ہی اس فتنے سے عوام و خواص کو بچائے ورنہ تو آج کل جو زمانے کے حالات و واقعات ہیں اس سے لگ رہا ہے کہ لوگ اس فتنے سے بھی بہت آگے جائیں گے،

اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری رسومات اور اطوار ہیں جو خلاف شرع و عرف ہیں، یاد رکھیں! اسلام میں رسم و رواج کے جائز اور ناجائز ہونے کا اصول ہے کہ "جو رسم و رواج قرآن و حدیث اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو وہ ناجائز ہے اور جو رسم و رواج قرآن و حدیث اور اسلامی تعلیمات کے خلاف نہ ہو وہ بلکل جائز و درست ہے"۔

جیسے آج کل ہمارے دور میں ایسی بہت ساری رسومات ہیں جو خلافِ شرع ہیں مثلاً: جہیز کا مطالبہ، ناچنا وغیرہ، گانے باجے، نامحرموں کا اجتماع و اختلاط (یعنی ایسے اشخاص کا باہم جمع ہونا جن کا

جمع ہونا شریعت نے گناہ قرار دیا ہے) فضول خرچی ، فائرنگ کرنا ، ولیمے میں بہت بڑا اسسٹم کرنا، فضول خرچا کرنا، اور بھی اس کے علاوہ معاذ اللہ ایسی ایسی رسومات اور اطوار ہیں جو اسلامی تعلیم کے برعکس وخلاف ہیں، حالانکہ شریعتِ مطہرہ نے بیان کیا ہے کہ نکاح سادگی سے کیا جائے مثلاً: نکاح میں حسب حال اور ضرورت کے مطابق رقم خرچ کی جائے ، فضول خرچی سے بچا جائے ، جیسا کہ خود رب العزت نے قرآن مجید ارشاد فرمایا ہے:

وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

(پارہ 8 سورہ اعراف آیت نمبر 31)

اسی طرح لڑکی والے اپنی مرضی اور پُہنچ کے حساب سے جتنا جہیز دینا چاہیں لے لینا چاہیے، ولیمے میں حد سے زائد خرچا نہیں کرنا چاہیے ، اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے،

آج کل لوگوں کے جتنے مسائل و معاملات ہوتے ہیں ان میں خاص طور پر یہی وجہ ہوتی ہے کہ شریعتِ مطہرہ اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہونا، اگر سارے لوگ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنا شروع ہوجائیں تو سارے مسائل حل ہوسکتے ہیں،

ایک اور ہمارے معاشرے کی بڑی خرابی جس کی وجہ سے معاشرے میں نکاح کو مشکل بنادیا گیا ہے "کاروبار"!

یہ بھی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ سے کئی لڑکوں / لڑکیوں کے نکاح مشکل میں پڑگئے ہیں، رکے ہوئے ہیں

کہ جب تک لڑکا کسی جاب یا کام میں لگ نہ جائے یا کہیں روزگار کا سسٹم نہ بن جائے تب تک نکاح نہیں ہو گا۔ حالانکہ ہر شخص کے کھانے کا ذمے خود رب کریم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ پارہ 12 سورہ ھود آیت نمبر 6 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

بالخصوص جو اس ڈر کی وجہ سے نکاح کرتے ہی نہیں ان کے لئے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پارہ 18 سورہ النور آیت نمبر 32 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْؕ-اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ کنز الایمان: اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کردے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

مفتی قاسم صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ نکاح کی برکت سے تنگدستی دور ہوجاتی اور فراخ دستی حاصل ہوتی ہے۔ کثیر احادیث میں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے، ترغیب کے لئے 6 احادیث درج ذیل ہیں"۔

کچھ پیشِ خدمت ہیں:

(1) حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم نکاح کے ذریعے رِزْق تلاش کرو۔

(2) حضرت عروہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے رِزْق اور) مال لائیں گی۔“

(3) حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوکر اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے نکاح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(4) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا، تم اس کی اِطاعت کرو اس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔“

(صراط الجنان جلد6 صفحہ نمبر628)

ان فرامین سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ نکاح کی برکت سے بندہ اگرچہ تنگدست ہو، فراخ دستی بخشی جائے گی، غریب ہو، امیر کردیا جائے گا، اور ایہ مشاہدہ بھی ہے کہ نکاح سے پہلے لڑکا ایسے ہی فضول کے چکروں میں ہوتا، وقت کا ضیاع کرتا رہتا ہے لیکن جیسے ہی نکاح کرتے ہیں تو ان کو کچھ احساس ہوتا ہے کہ اب بڑے ہوگئے ہیں اب کمانا

چاہئے ، گھر بار چلانا ہے وغیرہ وغیرہ ، جس کی برکت سے بندہ کہیں نہ کہیں روزگار میں لگ جاتا ہے اور کمانا شروع کر دیتا ہے،

اللہ کریم سے دعا کے کہ ہمیں شریعتِ مطہرہ اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونی کی سعادت نصیب کرے اور جملہ مصائب و پریشانیوں سے نجات بخشے

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔۔

بدترین چور کونسا؟

محرر:۔ دانیال سہیل عطاری (السنی القادری)

سَرِقَہ یعنی چوری کا لغوی معنی ہے خفیہ طریقے سے کسی اور کی چیز اٹھالینا۔

جبکہ شرعی تعریف یہ ہے کہ عاقل بالغ شخص کا کسی ایسی محفوظ جگہ سے کہ جس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو دس درہم یا اتنی مالیت (یا اس سے زیادہ) کی کوئی ایسی چیز جو جلدی خراب ہونے والی نہ ہو چھپ کر کسی شبہ و تاویل کے بغیر اٹھالینا۔

(سورہ مائدہ، آیت 38 تفسیر صراط الجنان)

یہ تو وہ چور ہے جو کوئی چیز چرالے۔ اس کے متعلق شرعی حکم یہی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو کاٹا جائے گا۔

مگر ہم جس چور کی بات کریں گے وہ اس چور سے بھی بدترین چور ہے۔

سب سے برا اور بدترین چور نماز کا

چور ہے۔ اول تو وہ نماز ہی نہیں پڑھتا اگر پڑھتا بھی ہے تو اسکے رکوع و سجود (ارکان) کامل ادا نہیں کرتا جس سے اسکی نماز درست نہیں ہوتی۔

یہی بدترین چور ہے۔ دنیاوی چور کو بظاہر فائدہ تو ہوتا ہے کہ اس نے مال اٹھایا ہے کچھ تو حاصل ہوا۔ مگر افسوس نماز کا چور اتنا بدترین ہے اسکو حاصل بھی کچھ نہیں ہوتا اور اسکے لیے گناہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"بدترین آدمی نماز کا چور ہے۔"

(مسند احمد)

نماز کا چور اس شخص کو کہا گیا ہے جو اپنے رکوع و سجود کو مکمل نہیں کرتا۔ اور جلد بازی میں نماز پڑھتا ہے۔

نماز کو جب بھی پڑھیں تو عشق الٰہی میں غوطہ زن ہو کر پڑھنا چاہیے۔

محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

- "کہ جس کی نماز نہیں اسکا اسلام میں کوئی حصہ نہیں"
- "جس نے نماز ترک کی اس نے دین گرادیا۔"
- "جس نے نماز چھوڑ دی وہ اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا۔"
- محبوب کریم ﷺ نے ایک مرتبہ یوں دعا کی ۔ "یا اللہ ہم میں بدبخت و محروم شخص کو نہ رہنے دینا۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بدبخت و محروم کون ہے؟ تو محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! نماز ترک کرنے والا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خوف الٰہی سے کانپنے لگ جاتے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

الکریم سے مروی ہے۔

"قیامت قریب ہونے کی علامت (نشانی) یہ بھی ہے کہ تم لوگ نماز ضائع کروگے۔"

نماز ضائع کرنے سے مراد نماز کو خشوع و خضوع اور ارکان و شرائط کو مکمل طور پر ادا نہ کرنے والے ہوں گے۔

"بے نمازی اللہ کی امان میں نہیں رہتا۔

جیسے بدن میں سر کا مقام بلند ہے اسی طرح دین میں نماز کا مقام بلند ہے۔

جس نے اپنی نماز کو محفوظ کیا اس نے دین کو محفوظ کرلیا۔"

بے نمازی کی قبر میں سانپ اور بچھو ہوں گے۔ سانپ اونٹ کی گردن جتنا اور بچھو خچر جتنا ہوگا۔

بے نمازی کو سانپ ڈسے گا تو اس (بے نمازی) کا جسم 70 سال تک جوش مارتا رہے گا۔

آج جن سے کانٹے کا زخم برداشت نہیں ہوتا وہ کیسے یہ درد برداشت کریں گے ابھی اپنے نفس کو قابو میں کریں اور فرائض و واجبات کے پابند بنیں وگرنہ اس دن سے ڈریں جس دن حساب ہوگا اور پھر نیک و برے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔

آہ۔۔۔۔۔۔۔!

دعا ہے رب العالمین ہمیں پنج وقتہ نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے والا بنائے اور ہر نیک و جائز کرنے والا بنائے اور ہر برے عمل سے محفوظ فرمائے آمین ثم آمین۔

میٹھے بول کا اثر

تحریر: ابوالبیان القادری

جمعہ کے روز مسجد کی طرف رُخ کیا۔۔۔اتفاق سے مسجد میں جمعہ کے خطبہ سے پہلے پہنچ گیا۔۔۔مسجد میں عَجب منظر دیکھنے کو ملا۔۔۔دل کو بھانے والا منظر۔۔۔۔کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کھچاکھچ بھری ہوئی ہے۔۔۔تل دھرنے کو جگہ نہیں ۔۔۔۔آپ سوچ رہے ہونگے یہ رمضان کے الوداعی جمعے کا نقشہ کھینچ رہا ہوں ۔۔۔۔نہیں نہیں ۔۔بلکہ عام دنوں کی یہ کیفیت ہے ۔۔۔۔

دیکھا مولانا صاحب کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم ہے میں بھی کچھ لوگوں کو آگے پیچھے کر کے بیٹھ گیا۔۔۔ذہن میں بار بار سوال اٹھ رہا تھا کہ بقیہ مساجد کی بہ نسبت زیادہ تعداد کیوں؟اس قدر لوگوں کی بھیڑ کے پیچھے کیا راز ہے ؟کونسی شئے جو اس جمِ غفیر کو مولانا کی طرف کھینچ لائی کچھ دیر بعد اسکا جواب مل گیا۔۔۔

میرے دل نے آواز دی ۔۔جسکا مزاج نرم ہو ۔۔زباں شیریں ہو۔۔۔گداز لہجہ ہو۔۔۔تو لوگ اس کے پاس بیٹھنے کو اچھا جانتے۔۔۔اسکی باتوں پہ دھیان دیتے ۔۔عمل پیرا ہوتے ہیں ۔۔۔مجھے انکے طرزِ تخاطب پر رشک آ رہا تھا۔۔۔وہ پُر کشش افہام و تفہیم سے کام لیتے۔۔۔باتوں کو سلجھانے کا فَن انکی ذات میں بطورِ خاص موجود تھا۔۔۔حکمت سے آراستہ باتیں کرتے ۔۔۔کسی بات کو سمجھانا ہو تو مثال

اور واقعہ شاملِ خطاب کرتے۔۔

دھیمے دھیمے لہجے میں تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے۔۔۔میرا شوق بھی رفتہ رفتہ بڑھتا چلا گیا۔۔۔

مولانا صاحب شائید میرے دل کی بات بھانپ گئے ۔۔۔وہ میرے خیالات کو جان چکے تھے ۔۔۔وہ سمجھ گئے۔۔۔کونسی شئے ہے جس نے مجھ جیسے شخص کو بیٹھنے پر مجبور کیا۔۔۔فتنوں سے بھرپور دَور میں کونسی خوبی ہے جو اس محفل میں دل چسپی لینے پر آمادہ کر رہی ہے۔۔۔۔

مولانا صاحب بولے پیارے نواجوانو۔۔۔!اسلام تلوار سے کم کردار سے زیادہ پھیلا ہے ۔۔۔۔آج ایک سازش کے تحت لوگوں کو علم و علما کی صحبت سے دُور کیا جارہاہے۔۔۔۔انبیاء کے وارثین کو دہشت گرد قرار دے کر لوگوں کا رُخ تعلیمات اسلام سے موڑا جا رہا ہے ۔۔۔عام عوام سے لیکر حکمرانِ بالا تک کے ذہنوں میں یہ رَوِش پھیلائی جارہی ہے۔۔۔دشمن سازشوں سے کام لے رہا ہے ۔۔۔ایسے وقت میں حکمت اور دانش مندی اس میں نہیں کہ۔۔۔"مار دو گرادو جلا دو اڑا دو" کے نعرے بلند کیے جائیں۔۔۔چیخ و پکار کی جائے ۔۔۔نعروں سے ستونِ مسجد ڈھائے جائیں۔۔۔

بلکہ نچلی سطح سے لیکر بالائی منزل تک سب کو پیغامِ محبت دینا ہے ، عام عوام سے لیکر حکمرانِ بالا تک کو اسلامی کردار واطوار سے مُزین کرنا ہے۔۔۔علم دین کی روشنی سے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کرنا ہے ۔۔۔۔تبلیغِ دین کو مسجد و مدرسہ تک محدود نہیں رکھنا۔۔۔ دین نصیحت ہے اور نصیحت

سبھی کے لیے ۔۔۔ ہماری نصیحت آموز باتیں افسران کو اسلامی کردار ادا کرنے پر آمادہ کر سکتی ہیں ۔۔۔ مگر ہمیں انداز تبدیل کرنا ہو گا ۔۔۔

حضور علیہ السلام سے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ۔۔ " وَلَو کُنتَ فَظّا غَلیظَ القَلب لَانفضوا مِن حولِک " تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے ۔۔۔

مولانا صاحب کی یہ باتیں عقل و فہم کے گوشوں تک گھر کر گئیں ۔۔۔ انکے یہ الفاظ دل میں بیٹھ گئے ۔۔۔ میں سمجھ گیا سامنے موجود مولانا دشمن کی سازش سے واقف ہو گئے ۔۔۔ اب اسکے ناپاک اور کمزور ارادوں کی توڑ کے لیے سرگرم ہیں ۔۔۔

مولانا صاحب نے سری نظر دیکھا ۔۔اور کچھ یوں گویا ہوئے ۔۔ سخت بات کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ نرم بات کا ہوتا ہے ۔۔۔ پھر واقعہ بیان کرنے لگے ۔۔۔ کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں ۔۔ کچھ نیک لوگ مسجد میں بیٹھے ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے ۔۔۔ کہ بادشاہِ وقت کا شہزادہ نشے میں بدمست ۔۔۔ چہرے پر پشیمانی کے آثار لیے ۔۔۔ بھاگا بھاگا مسجد کی جانب آیا ۔۔۔ اور مسجد میں موجود لوگوں کو بُرا کہنا شروع کر دیا ۔۔۔ گالیوں کے نشتر برسانا شروع کر دیے ۔۔۔ اول فول منہ سے نکالنے لگا ۔۔۔

جب وہ شہزادہ وہاں سے چلا گیا تو ایک مُرید نے اپنے شیخ سے کہا یا شیخ ! اس کے لیے بددعا کی جائے ۔۔۔ جس بے دردی کے ساتھ اِس (شہزادے) نے

مسجد کے تقدس کو پامال کیا ---یا حضرت! اللہ جانے روزانہ کتنے لوگوں کو تنگ کرتا ہو گا---

مرشد نے جب دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے --- بارگاہِ خداوندی میں عرض کی الٰہی عزوجل ! یہ شہزادہ بہت اچھا ہے اسے خوش و خرم رکھنا---شیخ کی دعا سن کر مرید حیران ہو گیا--بولا حضرت! کتنی عجیب بات ہے آپ ایک فاسق و فاجر کے حق میں ایسی دعا کر رہے ہیں--اللہ اسے خوش و خرم رکھے--

جواباً شیخ نے کہا۔ خاموش رہو تم وہ نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں --کچھ دنوں بعد مرشد کی یہ کہی ہوئی باتیں شہزادے کے کانوں تک گئیں ---اس نے اسی وقت شراب نوشی اور دیگر گناہوں سے توبہ کی ---اور اپنے خاص قاصد کے ذریعے ان شیخ تک پیغام پہنچایا--کہ آپ میرے ہاں آئیں تو میرے واسطے خوشی کی نوید ہو گی---

شیخ نے دعوت قبول کی--اور شہزادے کو زندگی گزارنے کے اصولوں سے آگاہ کیا---

شہزادے نے نصیحتیں قبول کیں --اور تمام آلاتِ موسیقی توڑ ڈالے --- شراب کے جام تڑوا دیے ---اور صالحین کی صحبت اختیار کرنے کو اپنا معمول بنا لیا---

دل کی کایہ ایسے پلٹی کہ اب شہزادے کا تمام تر وقت عبادتِ الٰہی میں گزرتا---شام و سحر فکرِ آخرت میں گزرتے ---گذشتہ زندگی سے اپنا ناطہ توڑ دیا---اب وہ ایک نئے جذبے سے سرشار تھا----ایک وقت تھا جب وہ باپ تک کی نصیحت کو پسِ پشت ڈال دیتا تھا---ایک وہ وقت تھا جب وہ مسجد

میں بیٹھے ذکرُاللہ میں مصروف لوگوں کو گالیاں دے رہا تھا۔۔۔ مگر آج اس کی رُت ہی بدل گئی تھی۔۔۔

آخر میں مولانا فرمانے لگے ۔۔یاد رکھو۔۔مستقبل کے درخشاں ستارو ۔۔۔دھماکے دار گفتگو سے ممکن ہے کچھ وقت کے لیے سامعین مسرور و محظوظ ہوں۔۔۔ اس کا اثر و رسوخ کچھ لمحوں کے لیے ہو۔۔۔لیکن گفتگو جس قدر نرم ہو اخلاق جس قدر عمدہ ہو بات اتنی ہی دیرپا ہوگی۔۔۔۔

میرے جیسا شخص اس سے پہلے جمعہ کے دو فرض ادا کرنے کے بعد مسجد کی صفیں چیرتا ہوا چلا جاتا تھا لیکن آج کچھ الگ رنگ تھا صلوٰۃ و سلام کے بعد میرے دل میں ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی میں نے ملاقات کی۔۔۔ مجھے ان کی باتیں بہت بھلی لگیں۔۔۔میں نے ارادہ کیا آئندہ بھی ان صاحب کی مسجد میں آنا ہے۔۔۔ مجھے انکا اندازِ تبلیغ نہایت عمدہ لگا۔۔۔میں سمجھ گیا لوگوں تک پیغام پہنچانا اور انکو عمل پر آمادہ کرنا ہے تو لہجے میں نرمی اخلاق میں عمدگی لانی ہوگی ۔۔۔اور دشمن کے ناپاک ارادوں کی کاٹ کے لیے اس عمل کو اپنانا ہوگا۔۔۔

ڈاکٹر مسعود احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"سدھار محبت کی فراوانی سے ہوتا ہے___ خلوص سے ہوتا ہے__ دور رہ رہ کر آوازیں کسنے سے نہیں__ قریب جا جا کر دل داری اور غم خواری کرنے سے ہوتا ہے__ اس طرزِ عمل سے سرکار دوعالم نے کیسے کیسے آہن صفت آن واحد میں پگھلائے

جب میرے جیسا شخص اس لہجے سے متاثر ہو سکتا ہے۔۔تو نہ جانے اور

کتنے اس لہجے کی آس پہ بیٹھے ہونگے ---. آپ جس بھی منصب پہ فائز ہیں---. اس انداز کو اپنائیے ---. بہت جلد کامیابی کے آثار نظر آئیں گے ____۔بہت سے لوگوں میں تبدیلی آئیگی

مختصر سیرت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ

تحریر: ابوسفیان محمد راشد مدنی (سندھی)

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم امتِ مسلمہ میں افضل اور برتر ہیں، اللہ پاک نے ان کو اپنے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبت ، نصرت اور اِعانت کے لئے منتخب فرمایا، جن کے اوصافِ حمیدہ کی خود اللہ پاک تعریف فرمائے ان کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے!؟

واقعہ مشہورہ حضرت سیّدنا زَید بن حارِثہ رضی اللہُ عنہ:

ہمارے پیارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چالیس سال کی عمر میں اِعلانِ نُبوّت فرمایا، پھر تین سال تک پوشیدہ طور پر تبلیغِ اسلام کا فریضہ سَرانجام دیتے رہے۔

آقا علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پہلے صحرائے عرب میں ایک ماں "سُعدیٰ بنتِ ثَعلبہ" جو کہ قبیلۂ طے کی شاخ بنی مَعن سے تھیں اپنے 8 سالہ بچّے کے ساتھ بچے کے ننھیال کی طرف جا رہی تھیں کہ ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور مال و اَسباب لُوٹ لیا حتیٰ کہ جاتے ہوئے اس ننھے سے بچّے کو بھی اُٹھا لے گئے۔

ڈاکوؤں نے اس بچے کو طائف سے قریب مشہور بازار عکّاظ میں فروخت کے لئے پیش کردیا۔ ادھر حضرت سیّدتُنا خَدیجۃُ الکبری رضی اللہ عنہا نے اپنے بھتیجے حضرت سیدنا حَکیم بن حِزام[(i)] رضیَ اللہ عنہ سے فرمایا: میرے لئے ایک عربیُ النّسل، سمجھدار غلام (Slave) خرید لاؤ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بازار میں اسی بچے کو دیکھا تو اسے خرید کر اپنی پھوپھی کو پیش کردیا۔

۵۹۵ء میں جب حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سَرورِ کونین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نِکاح میں تشریف لائیں تو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دل کو اس بچّے کے خصائل، عادات و اَطوار اس قدر بھائے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس غلام کو طَلب کرلیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے یہ غلام بارگاہِ اَقدس میں تحفۃً پیش کردیا[(ii)]۔

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غلامی میں آنے والے، شفقتوں اور مَحبّتوں کے سائے میں پروان چڑھنے والے اس غلام کو دنیا حضرت سیّدنا زَید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ کے نام سے پہچانتی ہے۔

حضرت زید بن حارثہ کا قبول اسلام اور معاملہ مواخات:

یہ ایسے ننھے صحابی ہیں جن کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ یمن کے قبیلے بنوقضاعہ کے سردار حارثہ بن شراحیل کے لختِ جگر تھے جو کہ ایک عیسائی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے،

محققین فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں شمار ہوتے ہیں، جب حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیّدنا زَید بن حارِثَہ رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا، ان دونوں میں اس قدر محبت ہوگئی تھی کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ غزوات میں تشریف لے جاتے تھے تو ان ہی کو اپنا وصی بنا کر جاتے تھے(iii)۔

پدری ومادری کردار:

حضرت زید رضی اللہ عنہ آٹھ سال کی عمر میں گم ہوئے مکہ کے بازار میں فروخت ہو کر حضرت محمد ﷺ کی تربیت میں پہنچے۔ کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اہل خانہ سے طویل جدائی پائی جب ان کے والد، چچا اور بھائی تلاش میں کامیابی کے بعد اس گھر تک پہنچے، جہاں حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ کے پاس رہتے تھے، اس وقت والد کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب زید کو کہا گیا: چلو اس جگہ پہ جہاں تمہیں امی اور ابو کی دولت میسر ہو گی تو نو دس سالہ زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

أَنْتَ مِنِّیْ بِمَكَانِ الْاَبِ وَالْاُمِّ.

ترجمہ: آپ ﷺ میرے لیے ماں باپ کی جگہ ہی ہیں۔

اور دوسرا جملہ عرض کیا:

مَا أَنَا بِالَّذِیْ أَخْتَارُ عَلَیْكَ أَحَدًا.

ترجمہ: میں آپ ﷺ سے بڑا کسی کو سمجھ نہیں سکتا(iv)۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پہلے جملے کی حقیقت میں غور کریں تو ایک

منصف انسان آپ ﷺ کے دریائے رحمت اور اخلاق عالیہ کی عظمت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ والدین کی موجودگی میں کوئی لڑکا کسی شخصیت کو ان سے زیادہ درجہ و مقام دے، کسی کے دل میں گھر کرنے کے لیے قلبی مہربانی اور خلوص کی کس گہرائی کی ضرورت ہے؟

لقب "حِبُّ رسول اللہ":

آپ رضی اللہ عنہ کی اسی محبت کو دیکھتے ہوئے آپ کو "حب رسول اللہ" کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کا نام "اسامہ "(رضی اللہ عنہ) رکھا گیا جو کہ نبی پاک ﷺ سے اتنی محبت فرماتے تھے کہ ان کو بھی یہی لقب حاصل ہوا اور بعض اوقات نام کی جگہ الفت رسول ﷺ کے حوالے سے ہی ان کو پہچانا جاتا ہے اور "اَلْحِبُّ اِبْنُ الْحِبِّ" کہا جاتا ہے۔(v)

آپ رضی اللہ عنہ کی شادی مبارک:

ازدواج:

مختلف اوقات میں متعدّد نکاح کیے، آپ کی ازدواج کے نام یہ ہیں: ام ایمن، ام کلثوم بنت عقبہ، درہ بنت لہب، ہند بنت العوام، زینب بنت جحش۔

اولاد:

آپ کی اولاد میں دو لڑکے، اسامہ بن زید، زید بن زید اور ایک لڑکی رقیہ ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا دونوں بچے بچپن ہی میں وفات پا گئے۔(vi)

فضائل ومناقب:

حضرت زَید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ آسمانِ فضیلت کے وہ چاند ہیں

جس کی چمک کبھی ماند نہ پڑے گی، وفا شِعاری، شوقِ جہاد ،ذوقِ عبادت، عاجزی و انکساری میں بلند مقام پایا، کم عُمری سے لے کر شہادت تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا ساتھ نبھایا، آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے دولتِ ایمان کو جھولی میں بھرنے کا شرف پایا(vii)۔

اصحاب رسول میں سے یہ شرف صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ ان کا نام صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے(viii)۔

صحابۂ کرام میں حِبُّ النَّبِی یعنی ”نبی کے محبوب“ کا لقب پایا(ix)۔

سِن 2 ہجری غزوۂ بدر کی فتحِ مُبین کی خبر مدینے پہنچانے کیلئے آپ رضی اللہ عنہ ہی کا نام سامنے آیا(x)۔

شعبان سِن 5 ہجری رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم غزوہ بَنی مُصْطَلِق روانہ ہوئے تو آپ کو مدینے پاک میں اپنا نائب بنایا(xi)۔

سات یا نو مرتبہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے آپ کو امیرِ لشکر بنا کر روانہ فرمایا، اور ہر مرتبہ آپ نے کامیابی و کامرانی کا جھنڈا لہرایا(xii)۔

حلیہ اور عمر:

آپ کا قد کوتاہ، ناک پست اور رنگ گہرا گندمی۔ 54 یا 55 برس کی عمر میں شہادت پائی(xiii)۔

کارہائے نمایاں:

حضرت زید رضی اللہ عنہ تیراندازی میں غیر معمولی مہارت و دست رس رکھتے تھے، آپ کا شمار ان مشاہیر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا جو اس فن میں بے نظیر تھے، معرکہ بدر

سے غزوہ موتہ تک جس قدر اہم و خون ریز معرکہ کے پیش آئے سب میں جرأت و بہادری اور شجاعت و پامردی کے ساتھ شریک کارزار ہوئے، غزوہ مریسیع میں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ میں اپنی جانشینی کا شرف بخشا، اس لیے اس مہم میں حصہ نہ لے سکے۔

معروف غزوات کے علاوہ اکثر چھوٹی چھوٹی مہمات آپ رضی اللہ عنہ کی قیادت وسپہ سالاری میں کامیابی سے ہم کنار ہوئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس لشکر میں زید رضی اللہ عنہ شریک ہوتے تھے، اس میں امارت کا عہدہ ان ہی کو عطا ہوتا۔

شہادت:

صلح حدیبیہ کے بعد ۷ھ کے بالکل اوائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رؤساءِ عرب کے نام بھی نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے تھے جو عرب اور شام کے سرحدی علاقوں میں آباد تھے۔ ان میں غسان کا قبیلہ تعداد میں بھی بڑا تھا اور کافی طاقتور بھی تھا۔ یہ قبیلہ قیصر روم کے ماتحت تھا، اس وقت قبیلہ کا رئیس و حکمران شُرَحبیل بن عمرو نامی شخص تھا، اس کے پاس حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ بطور قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر گئے تھے۔ اس بدبخت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو شہید کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کے لئے تین ہزار کا لشکر تیار کر کے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شام کی طرف بھیجا، اس لشکر کا سپہ سالار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

مقرر فرمایا اور پہلے ہی سے طے کر دیا کہ اگر ان کو دولت شہادت نصیب ہو تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی) سپہ سالار ہوں گے، اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہوں گے جو انصار تھے اور مشہور شاعر تھے۔

اِدھر مدینہ میں مسلمانوں کا شکر ترتیب پا رہا تھا اور اُدھر جاسوسوں نے شرحبیل کو خبر کر دی۔ چنانچہ شرحبیل نے اس لشکر کے مقابلہ کے لئے قریبًا ایک لاکھ کے قریب فوج تیار کی، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ معاملہ قصاص اور انتقام کا ہے، لہذا جنگ ضرور ہوگی، پھر خود قیصر روم (ہرقل) ایک بہت بڑی فوج لے کر غسانیوں کے دارالحکومت بصریٰ سے چند میل کے فاصلہ پر آکر بیٹھ گیا تھا کہ اگر غسانی شکست کھائیں تو وہ ان کی مدد کے لئے اپنی فوج لے کر پہنچ جائے۔ اہل ایمان کے لشکر کو جب غسانیوں کی تیاری اور اس کی پشت پر ہرقل کی فوج کی موجودگی کا علم ہوا تو مشورہ ہوا کہ ان حالات میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے، اس سنگین صورت حال میں مقابلہ کا خطرہ مول لینا چاہیے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے کر آپ ﷺ کے حکم کا انتظار کرنا چاہیے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ ہمیں سر دست مقابلہ نہیں کرنا چاہیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار کرنا چاہیے؛ لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ مقابلہ کیا جائے، چنانچہ وہ اٹھے اور انہوں نے تقریر کی کہ مسلمانو! ہم دنیا کے طالب ہو کر نہیں نکلے، فتح اور

شکست سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، ہم تو شہادت کے متمنّی ہیں، اللہ نے ہمیں یہ موقع فراہم کیا ہے تو ہم تاخیر کیوں کریں۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ فیصلہ ہوگیا کہ اب مقابلہ کیا جائے گا، چنانچہ تصادم ہوا اور زبردست تصادم ہوا۔ کہاں تین ہزار کی مختصر جماعت اور کہاں ایک لاکھ کا لشکر جرار! لیکن جوش ایمانی اور شوق شہادت سے سرشار یہ مختصر جماعت ایک لاکھ فوج پر حملہ آور ہوئی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ایسی جواں مردی کے ساتھ جنگ لڑی کہ جنگی کارناموں کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، بالآخر دشمن کے نیزوں نے آپ کے جسم کو چھلنی چھلنی کردیا اور آپ رضی اللہ عنہ داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے، آپ کے بعد جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تھام لیا اور اس کی حفاظت کے لیے بڑی جاں فشانی سے دشمن کے مقابلے میں نبرد آزما رہے، یہاں تک کہ شہید ہوگئے، ان کے شہید ہوجانے کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا تھام لیا اور ایسی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا کہ دیکھنے والے ششدر رہ گئے؛ لیکن بالآخر لڑتے لڑتے اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار منتخب کیا گیا ابھی آپ نئے نئے حلقہ بہ گوش اسلام ہوئے تھے، لیکن آپ نے اپنے تجربات کی بنا پر ایسی جنگی تدبیر اختیار کی کہ لشکر اسلام کو ہزیمت سے بچا لیا۔

جب جنگ ''موتہ'' کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی (یہ خبر بطور وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ چکی

تھی) اور لشکر اسلام کے تین سپہ سالاروں کی شہادت کا علم ہوا تو آپ اتنے غمگین ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی آپ کو اس طرح حالت غم میں نہیں دیکھا گیا۔ آپ خبر سنتے ہی فوری طور پر تعزیت کے لئے ان کے اہل خانہ کے پاس گئے، جب آپ تسلی دینے کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو اللہ عنہ کی چھوٹی بیٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ کر زار و قطار رونے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آب دیدہ ہوگئے، یہ منظر دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک حبیب کا اپنے حبیب کے غم میں رونا ہے (xiv)۔ رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ۔

اللہ پاک ہمیں ان نفوس قدسیہ کی سیرت پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(اس پیارے صحابی کا شمار دورِ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں قریش کے مُعزز لوگوں میں ہوتا ہے۔ اور جمہور علما اہل سنت کے نزدیک مولود کعبہ بھی دراصل یہی ہیں۔ (استیعاب، ج1 ص417، سیر اعلام النبلاء، ج4 ص238)

(تفسیر در منثور، پ22، احزاب، تحت الایۃ:5، ج6، ص563، طبقاتِ ابنِ سعد، ج3، ص29 تا 31 ملخصًا)

(طبقاتِ ابنِ سعد، ج3، ص29 تا 31 ملخصًا)

(الطبقات الکبری: ۴۲/۳)

(الاصابۃ: ۲۱۰/۱)

(طبقات ابن سعد، قسم اول تذکرہ زید بن حارثہ)

(سیرتِ ابن ہشام، ص99)

(پ22، الاحزاب:37)

(تہذیب الاسماء، ج1، ص198)

(طبقات ابن سعد، ج2، ص13)

(دلائل النبوہ للبیہقی، ج4، ص45)

(طبقات ابن سعد، ج3، ص33)

(الاصابہ، تذکرہ زید بن حارثہ)

(شرح ابی داؤد للعینی، 41/6 تا 42، تحت الحدیث: 1557 ملخصًا، سیرتِ مصطفٰی، ص: 404)

روایتوں کی تحقیق (قسط 1)

عبد مصطفی (محمد صابر قادری)

میلاد النبی کی فضیلت پر بے اصل روایات

میلاد مصطفی ﷺ پر خوشیاں منانا اور اس پر رقم خرچ کرنا ایک جائز و مستحسن عمل ہے لیکن اس کی فضیلت بیان کرنے کے لیے کسی غیر ثابت روایت کو بیان کرنا ہرگز درست نہیں۔ میلاد النبی پر رقم خرچ کرنے کی فضیلت پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول بیان کیا جاتا ہے کہ "جو شخص میلاد پر ایک درہم خرچ کرتا ہے وہ کل قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ ہو گا" اس کے علاوہ بھی کچھ ملتے جلتے اقوال خلفاے راشدین اور دیگر بزرگانِ دین کے حوالے سے بیان کیے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عرفان مدنی حفظہ اللہ (المتخصص فی الفقہ الاسلامی) لکھتے ہیں کہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب) مذکورہ بالا روایت حدیث کی کسی مستند کتاب میں نہیں ملتی۔ یہ روایت "النعمۃ الکبری" کتاب میں موجود ہے اور یہ کتاب علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ہے، لیکن اصل کتاب "النعمۃ الکبری" جو علامہ ابن حجر مکی کی ہے، اس میں یہ روایت موجود نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب جس میں یہ روایت ہے، یہ علامہ ابن حجر مکی کی اصل کتاب نہیں ہے۔

حضرت علامہ عبد الحکیم شرف

قادری علیہ الرحمہ نے اس کے جو جوابات دیے ہیں ان میں سے چند پیش خدمت ہے:

(1) علامہ ابن حجر مکی دسویں صدی کے بزرگ ہیں تو لازمی امر ہے کہ انھوں نے مذکورہ بالا روایت صحابۂ کرام سے نہیں سنی لہذا وہ سند معلوم ہونی چاہیے جس کی بنا پر احادیث روایت کی گئی ہیں خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ ملنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسناد دین سے ہیں، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمھارے آبا نے، تم ان سے دور رہنا۔ سوال یہ ہے کہ خلفاے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اور دیگر بزرگان دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا بریلوی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، امام ربانی مجدد الف ثانی، ملا علی قاری، امام سیوطی، علامہ نبہانی رحمھم اللہ تعالی اور دیگر علماے اسلام کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ رہے؟ جب کہ ان حضرات کی وسعت علمی کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔

(3) علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ نے جواہر البحار کی جلد سوم میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے اصل رسالے "النعمۃ الکبری" کی تلخیص نقل کی ہے جو خود علامہ ابن حجر مکی نے تیار کی تھی۔ اصل کتاب میں ہر بات پوری سند کے ساتھ بیان کی گئی تھی، تلخیص میں سندوں

کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ میری کتاب واضعین کی وضع اور ملحد و مفتری لوگوں کے انتساب سے خالی ہے جب کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو میلاد نامے پائے جاتے ہیں ان میں اکثر موضوع اور جھوٹی روایات موجود ہیں۔ اس کتاب میں خلفاے راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس سے نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری نہیں آتی کہ یہ ایک جعلی کتاب ہے جو علامہ ابن حجر مکی کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ علامہ سید محمد عابدین شامی (صاحب رد المحتار) کے بھتیجے علامہ سید احمد عابدین شامی نے اصل نعمۃ کبری کی شرح نثر الدر علی مولد ابن حجر لکھی جس کے جس کے متعدّد اقتباسات علامہ نبہانی نے جواہر البحار جلد سوم میں نقل کیے ہیں، اس میں بھی خلفاے راشدین کے مذکورہ بالا اقوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(مجلہ البرہان الحق، جنوری تا مارچ 2012، ص 9 تا 11)

کیا ایک بڑھیا ہمارے نبی پر کوڑا ڈالتی تھی؟

حضور اکرم، سید عالم ﷺ کے اخلاق و کردار کو بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت تھی جو ہمارے نبی ﷺ پر روزانہ کوڑا پھینکا کرتی تھی مگر ہمارے نبی اسے کچھ نہیں کہتے تھے۔ وہ بڑھیا جب بیمار پڑی تو حضور ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اسے دعائیں بھی دیں؛ جب اس بڑھیا نے یہ کریمانہ انداز دیکھا تو ایمان لے آئی!

یہ واقعہ اتنا مشہور ہے کہ بچوں سے

لے کر بوڑھوں تک کو زبانی یاد ہے۔ اگر کسی مقرر کو تقریر کے لیے "اخلاق مصطفی" موضوع دیا جائے تو اس روایت کو بیان کیے بنا اس کی تقریر ہی مکمل نہیں ہوگی اور ہو گئ تو یہ انوکھی بات ہے۔ کچھ لوگوں کی زبانوں پر ایک جملہ گردش کرتے رہتا ہے کہ "اسلام تلوار سے نہیں پھیلا" اور اس جملے کے ساتھ یہ واقعہ ایسا جڑا ہوا ہے گویا ایک کے بغیر دوسرا ادھورا ہے۔ نیز ایک طبقہ جو کہتا ہے کہ کسی کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے، وہ بھی اس واقعے کو حفظ ضرور کرتا ہے اور اسے دلیل بنا کر کہتا ہے کہ دیکھو نبی نے تو اپنے اوپر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کو بھی برا بھلا نہیں کہا لہذا ہمیں بھی کسی کو....... الخ۔

ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں! اگر ہے تو دکھائی جائے۔ اسی روایت کے متعلق ایک وسیع المطالعہ بزرگ، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا جس کے جواب میں آپ رحمہ اللہ نے لکھا کہ کوڑا کرکٹ ڈالنے کی روایت اس وقت یاد نہیں ہے (لہذا) اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(فتاوی شارح بخاری، ج1، ص415)

مجاہد اہل سنت، حضرت علامہ خادم حسین رضوی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے اور انگریزوں نے گھڑی ہے! (علامہ خادم حسین رضوی صاحب قبلہ کے بیان سے ماخوذ)

تو میرا غلام، تیرا باپ میرے نانا کا غلام

حسنین کریمین کی شان و عظمت

بیان کرنی ہو یا فاروق اعظم کا عشق رسول، دونوں کے لیے ایک روایت کثرت سے بیان کی جاتی ہے جو کچھ یوں ہے:

ایک مرتبہ حسنین کریمین اور فاروق اعظم کے بیٹے بچپن میں ساتھ مل کر کھیل رہے تھے کہ اچانک کسی بات کو لے کر لڑائی ہو جاتی ہے! باتوں ہی باتوں میں امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے فاروق اعظم کے شہزادے سے فرمایا کہ "تو میرا غلام اور تیرا باپ میرے نانا کا غلام"۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے صاحبزادے کو برا لگا اور وہ اس بات کی شکایت کرنے کے لیے اپنے والد کے پاس چلے گئے؛ والد صاحب سے کہا کہ حسنین مجھے ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جاؤ اور ان سے یہ بات لکھوا کر لے آؤ؛ چناں چہ ابن عمر نے حسنین کریمین سے کہا کہ آپ نے جو کہا ہے اسے کاغذ پر لکھ دیجیے۔ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے وہی بات لکھ بھی دی۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں میں وہ کاغذ دیا گیا تو آپ اسے چومنے لگے اور بہت خوش ہوئے؛ پھر اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا اب مجھے میدان حشر کا کوئی خوف نہیں کیوں کہ مجھے آل رسول نے رسول اللہ کا غلام لکھ دیا ہے۔ اس چِٹّھی کو میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ منکر نکیر مجھ سے سوالات نہ کریں۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے حسنین کریمین کے فضائل بتائے اور ان کی غلامی کرنے کا حکم دیا۔

یہ واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ اتنا مشہور ہے کہ اکثر

مقررین اسے بیان کرتے ہیں۔ ہم نے کتابوں میں اسے تلاش کیا لیکن ہمیں نہیں ملا۔ اس کے برعکس جو ملا وہ پیش خدمت ہے:

حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اجمل قادری رحمہ اللہ سے اسی واقعے کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط؟ سائل نے یہ بھی لکھا کہ اس واقعے پر صوفی عزیز احمد صاحب بریلوی اور چند علما نے اعتراض کیا ہے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

یہ واقعہ کسی عربی کی معتبر و مستند کتاب میں میری نظر سے نہیں گزرا تو یقین کے ساتھ نہ اس کو صحیح کہا جا سکتا ہے نہ غلط۔

(فتاوی اجملیہ، ج4، ص629، ط شبیر برادرز لاہور س2005ء)

عبد مصطفی کہتا ہے کہ جو حضرات اس روایت کو بیان کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ حوالہ بھی بیان کریں اور کسی بھی روایت کو بیان کرنے سے پہلے اس بات کو مد نظر رکھیں کہ صرف مشہور ہونے کی وجہ سے کسی روایت کو بیان کرنا درست نہیں۔

کُتے کی تخلیق پر ایک بے اصل روایت

ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پُتلے پر ابلیس نے تھوک دیا تو اللہ تعالی نے وہاں سے مٹی نکال کر کُتا بنا دیا۔ (ملخصًا)

میں (عبد مصطفی) نے بعض لوگوں کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ "چوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے کتے کو پیدا کیا گیا اسی لیے یہ جانور وفادار ہوتا ہے اور ناپاک اس لیے کہ ابلیس کا

تھوک شامل ہے" اس روایت میں اتنے باریک نکتوں کو دیکھ پانا ہمارے بس کی بات نہیں البتہ جو ہماری آنکھوں نے دیکھا اسے بیان کرتے ہیں۔

اس روایت کے متعلق حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بے بنیاد اور لغو (بکواس) ہے۔ صحیح روایت میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

(وقار الفتاوی، ج1، ص344)

عبد مصطفی

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے)-عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟-عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا-عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)-عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!-عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک-عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر-عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ-عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت-عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی
عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ 1)-عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا-عبد مصطفی
محرم میں نکاح-عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)-عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)-عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟-عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی-عبد مصطفی	کافر سے سود-عبد مصطفی
میں خان تو انصاری-عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)-عبد مصطفی
جرمانہ-عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟-عبد مصطفی
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام-عرفان برکاتی	اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)-عرفان برکاتی
کلام عبید رضا-عبد مصطفی آفیشل	مسائل شریعت (جلد 1)-سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہہ دو میں نہیں جانتا-مولانا حسن نوری گونڈوی	سفرنامہ بلاد خمسہ-عبد مصطفی
منصور حلاج-عبد مصطفی	مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں-علامہ وقار رضا قادری
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں-مولانا محمد سلیم رضوی	سفرنامہ عرب-مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
تحریرات لقمان-علامہ قاری لقمان شاہد	من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق-زبیر جمالوی
طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت-مفتی خالد ایوب مصباحی	فرضی قبریں-عبد مصطفی

سنی کون؟ وہابی کون؟-عبد مصطفی	علم نور ہے-محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے-محمد حاشر عطاری	مومن ہو نہیں سکتا-فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت-محمد سلیم رضوی	ماہ صفر کی تحقیق-مولانا محمد نیاز عطاری
فضائل و مناقب امام حسین-ڈاکٹر فیض احمد چشتی	شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر-امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال-مولانا محمد بلال ناصر	معارف اعلی حضرت-سید بلال رضا عطاری و رفقا
نگارشات ہاشمی-مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی	ماہنامہ التحقیقات-ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں-مبشر تنویر نقشبندی	زر خانۂ اشرف-محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام ایک تحقیقی جائزہ-محمود اشرف عطاری	ایمان افروز تحاریر-محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت ایک حدیث کی تحقیق-اسعد عطاری مدنی	رشحات ابن حجر-فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)-محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی	درس ادب-غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)-محمد شعیب عطاری جلالی	حق پرستی اور نفس پرستی-علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت-محمد سلیم رضوی	صحابہ یا طلَقاء؟-مبشر تنویر نقشبندی
روشن تحریریں-ابو حاتم محمد عظیم	تحریرات ندیم-ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی-ابن شعبان چشتی	اہمیتِ مطالعہ-دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف-علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ	ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟-عبد مصطفی
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات-محمد ساجد قادری کٹیہاری	تحریرات ابن جمیل-ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ کا شمارہ)	مسئلۂ استمداد-محمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی - محمد مبشر تنویر نقشبندی	میرے قلم دان سے (جلد 1) - احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1) - فیصل بن منظور	تحقیقات اویسیہ (جلد 1) - علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ - محمد آصف اقبال مدنی عطاری	رافضیوں کا رد - امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوٹی بیماریاں - علامہ مفتی فیض احمد اویسی	فتاوی کرامات غوثیہ - امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ - ابو عمر غلام مجتبی مدنی	رَضا یارِضا - عبد مصطفی

AMO

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

BOOKS

PS graphics

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog

(2) Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

(3) E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

(4) E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.in

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm
9102520764

BANK DETAILS

Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

ماہنامہ
التحقیقات

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
blog.abdemustafa.in

(2) Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.in**

(4) E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

(4) E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.in**
For futher inquiry: info@abdemustafa.in

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

ISBN (N/A)